﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ: نصیر أحمد قمر

جلد ۲ — جمعۃ المبارک — ۹ر جون ۱۹۹۵ء — شمارہ ۲۳

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بڑا ہی عقل مند اور حکیم وہ ہے جو نیکی سے دشمن کو شرمندہ کرتا ہے

"اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم ہیں اول یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں۔ اور دوسرے نوع انسان کی ہمدردی کرو۔ اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو۔ آدم زاد ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔ مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جس قدر نرمی اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا تعالیٰ کے حوالے کرو۔ قیامت نزدیک ہے۔ تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گھبرانا نہیں چاہئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تم کو ان سے بہت دکھ اٹھانا پڑے گا کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں ان کی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پھوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہئے کہ اپنی زبان کو سنبھال کر رکھے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے جیسے مقدمات میں ہوتا ہے۔ اس لئے آرام اسی میں ہے کہ ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو۔ سدباب کا طریق رکھو اور کسی سے جھگڑا مت کرو۔ زبان بند رکھو۔ گالیاں دینے والے کے پاس سے چپکے سے گزر جاؤ گویا سنا ہی نہیں اور ان لوگوں کی راہ اختیار کرو جن کے لئے قرآن شریف نے فرمایا ہے " واذا مروا باللغو مروا کراما" اگر یہ باتیں اختیار کر لو گے تو یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ کے سچے مخلص بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی رپورٹ کی حاجت نہیں۔ وہ خود دیکھتا ہے اور سنتا ہے اگر تم تین ہو تو چوتھا خدا ہوتا ہے۔ اس لئے خدا کو اپنا نمونہ دکھاؤ۔

اگر تمہارے نفسانی جوش اور بدزبانیاں ایسی ہیں جیسے تمہارے دشمنوں کی ہیں پھر تم ہی بتاؤ کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں کیا فرق اور امتیاز ہوا؟ تمہیں چاہئے کہ ایسا نمونہ دکھاؤ کہ جو مخالف خود شرمندہ ہو جاوے۔ بڑا ہی عقل مند اور حکیم وہ ہے جو نیکی سے دشمن کو شرمندہ کرتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ نرمی اور رفق سے معاملہ کرو۔ اپنی ساری مصیبتیں اور بلائیں خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ یقیناً سمجھو اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ ہر شخص کی شرارت پر صبر کرتا ہے اور خدا پر اسے چھوڑتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرے گا۔ اگرچہ دنیا میں ایسے آدمی موجود ہیں جو ہنسی کریں گے اور ان باتوں کو سن کر ٹھٹھا کریں گے مگر تم اس کی پروا نہ کرو۔ خدا تعالیٰ خود اس کے لئے موجود ہے۔ وہ خدا پرانا نہیں ہو گیا جیسے انسان بڈھا ہو کر پیر فرتوت ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تھا اور وہی خدا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا۔ اس کی وہی طاقتیں اب بھی ہیں جو پہلے تھیں۔ لیکن جو کچھ میں کہتا ہوں تم اس پر عمل نہ کرو تو میری جماعت میں نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے مصالح کو خوب جانتا ہے۔ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے ہمیں مارا اور مسجد سے نکال دیا۔ میں یہی جواب دیتا ہوں کہ اگر تم جواب دو تو میری جماعت میں سے نہیں۔ تم کیا چیز ہو۔ صحابہؓ کی حالت کہ ان کے کس قدر خون گرائے گئے۔ پس تمہارے لئے اسوہ حسنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔ دیکھو وہ کیسے دنیا سے باہر ہو گئے تھے۔ انسان میں جس قدر جوش ہوتے ہیں وہ دنیا کے لئے ہی ہوتے ہیں۔ کسی ہنگامہ کی خبر، دنیا کا مال، عزت یا اولاد خدا سے آتی ہے۔ اس کے سوا جھوٹی عزتوں کا کیا ہے۔ نبیوں سے بڑھ کر عزت کسی کی نہیں۔ مگر دیکھو انہیں کیسے کیسے دکھ دئے گئے۔ نماز میں ان پر گندے گوبر ڈالے گئے۔ قتل کے ارادے کئے گئے اور آخر مکہ سے نکالا گیا لیکن خدا تعالیٰ کے حضور آپ کی وہ عزت اور عظمت ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا " قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" (آل عمران: ۳۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ بغیر اس کے یہ مقام مل ہی نہیں سکتا۔

اب بتاؤ کہ کیا اطاعت کا کام ہے کو دشمن کا ایسا دشمن بنے کہ جب تک اسے پیس نہ لے اور تکلیف اور دکھ

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۱ مئی بروز اتوار یورپ کے مختصر دورہ پر روانہ ہوئے۔ کان اللہ معہ فی کل مکان۔ بعد دوپہر سوا تین بجے مسجد فضل لندن سے بذریعہ کار سفر کا آغاز ہوا۔ اس سفر کے دوران حضور انور، مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع میں اور جماعت احمدیہ ہالینڈ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب تقریبات کو غیر معمولی کامیابی اور برکت عطا فرمائے آمین۔

حضور انور کے سفر پر ہونے کی وجہ سے اس ہفتہ کے دوران "ملاقات" کے پروگرام میں بعض ایسے پروگرام بھی پیش کئے گئے جو اس سے پہلے متفرق مواقع پر ریکارڈ ہو چکے تھے اور پہلی بار ایم۔ ٹی۔ اے۔ پر نشر کئے گئے۔

ہفتہ، ۲۰ مئی ۱۹۹۵ء :

آج حضور انور نے اطفال و ناصرات کی کلاس لی۔ ابتداء میں تھوڑی دیر کے لئے بیت بازی کا مقابلہ کروایا۔ بعد ازاں حضرت شیخ محمد احمد مظہر مرحوم و مغفور کے بارہ میں تفصیلی تذکرہ ہوا۔ حضور انور نے آپ کے اخلاق فاضلہ، علمی خدمات اور پر مزاح طبیعت سے بچوں کا آگاہ فرمایا۔ اس پروگرام کے دوران بچوں نے حضرت شیخ صاحب مرحوم کے بارہ میں عبدالکریم صاحب قدسی کی ایک خوبصورت نظم بہت عمدہ انداز میں سنائی۔

اتوار، ۲۱ مئی ۱۹۹۵ء :

آج انگلستان کے انگریز احمدی احباب نے حضور انور سے ملاقات کی۔ حضور نے ان کے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات دئے۔

۱۔ اس ملک کے اکثر لوگ جوا اور شراب کے رسیا دکھائی دیتے ہیں۔ ہم احمدی مسلمان کس طریق سے ان کو خدا تعالیٰ کی سچی محبت سے آشنا کر سکتے ہیں؟

۲۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں روزوں کے آغاز کے بارہ میں اختلاف ہو جاتا ہے کوئی ایک دن رمضان کا آغاز کرتا ہے اور دوسرا دوسرے دن۔ اس کا حل کیا ہے؟

۳۔ خودکشی کے بارہ میں اسلام کیا کہتا ہے؟

۴۔ کیا ہومیوپیتھک ادویات کے موثر ہونے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ انسان پہلے سے اس بارہ میں کچھ اعتقاد رکھتا ہو

۵۔ قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے "ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا...... الخ"۔ دوسری جگہ آیا ہے " ولنبلونکم بشیء من الخوف"۔ گویا ایک جگہ خوف کے آنے کا ذکر ہے دوسری جگہ خوف کے نہ ہونے کا۔ اس کی کیا وضاحت ہے؟

۶۔ ایک یورپین احمدی مسلم کے طور پر میرے لئے یہ بات ناقابل فہم ہے کہ ایشیائی اور خاص طور پر پاکستانی مسلمان احمدیوں سے بہیمانہ سلوک کیوں کرتے ہیں۔ خاص طور پر شب قدر میں ہونے والے حالیہ واقعہ کے پس منظر میں اس کی وضاحت فرمائیں۔

۷۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ وہ اپنے چھ سالہ بچہ کو سکول کی عام تعلیم کے ساتھ ساتھ عربی زبان سکھانے پر بھی بہت زور دے رہا ہے۔ کیا ایسا کرنا درست ہے اور کیا بچہ کے لئے (چھوٹی عمر کی وجہ سے) نقصان دہ تو نہیں ہو سکتا؟

۸۔ ہم احمدی مسلمان تو دین اسلام کی ہر بات جاننے کے لئے قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ غیر احمدی مسلمان اپنے عقائد و نظریات کی بنیاد کس بات پر رکھتے ہیں؟

۹۔ انگریزی زبان میں کہا جاتا ہے Only the good die young (صرف نیک لوگ ہی جوانی میں فوت ہوتے ہیں) کیا اس محاورہ میں کوئی صداقت یا حقیقت ہے؟

۱۰۔ اہل یورپ کی اکثریت کب تک حلقہ بگوش اسلام ہوگی؟

سوموار، ۲۲ مئی ۱۹۹۵ء :

مجلس انصاراللہ کے تحت ۲۰ مئی ۱۹۹۵ء کو ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی تھی۔ اس کا ایک حصہ آج "ملاقات" پروگرام کے تحت دکھایا گیا۔ یہ ساری مجلس سوال و جواب اردو میں تھی۔ سوالات یہ تھے۔

☆ ہم تک جو اسلام پہنچا ہے اگر وہ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر بیان فرمایا ہے تو پھر آج مسلمانوں میں مختلف فرقے اور اختلافات کیوں ہیں؟

☆ کیا کسی کلمہ گو کو کافر کہنے کا کوئی جواز ہے، اگر نہیں تو پھر یہ فتنہ تکفیر کیوں؟

☆ ہم نے کبھی یہ نہیں سنا کہ کوئی حکومت کسی مذہبی فرقہ کو اقلیت یا غیر مسلم قرار دے۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان میں احمدیوں کو اس لئے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے کہ احمدی مسلم تعلیم یافتہ ہیں اور خدمت خلق کے ذریعہ پاکستانی عوام کے لئے بہتر ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ملکی اور غیر ملکی حکومتیں یہ نہیں چاہتیں کہ احمدی مسلم یہ کام کر سکیں۔ کیا میرا یہ خیال درست ہے یا کوئی اور وجہ ہے؟

منگل، ۲۳ مئی ۱۹۹۵ء :

مجلس انصاراللہ یو۔ کے، کے تحت ہونے والی مجلس سوال و جواب منعقدہ ۲۰ مئی کا دوسرا حصہ آج دکھایا گیا۔ اس کا پہلا حصہ کل مورخہ ۲۲ مئی کو دکھایا جا چکا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر

اداریہ

بکوشید اے جواناں

گزشتہ قریباً دو اڑھائی ماہ سے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، اپنی ایک نہایت لطیف رؤیا کے حوالہ سے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر بہت سے علوم روشن فرمائے، اسماء الٰہیہ کے متعلق علم و معرفت سے معمور، نہایت روح پرور اور ایمان افروز خطبات ارشاد فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بے پناہ حسن و جمال اور اس کی بے انتہا قدرتوں کے حسین ذکر پر مشتمل یہ سلسلہ خطبات جہاں قلب و ذہن کو جلا بخشنے والا ہے وہاں اس سے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت کے لئے ایک ولولہ بیدار ہوتا ہے اور اس حسن ازل کے قریب تر ہونے، اس کی صفات حسنہ عالیہ سے فیضیاب ہونے اور اس کے دائمی نور سے منور ہونے کے لئے ایک جوش دلوں میں موجیں مارنے لگتا ہے اور دراصل یہی وہ عظیم مقصد ہے جس کی خاطر سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ یہ خطبات ارشاد فرمارہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ان خطبات میں بار بار یہ سمجھایا کہ یہ مضمون کا سلسلہ محض کوئی علمی ذوقی سلسلہ نہیں بلکہ ہماری ایک اشد ضرورت ہے۔ اور ان خطبات کا مقصد یہ ہے کہ اسماء الٰہی کے جو تقاضے ہیں ان پر احباب جماعت غور کریں اور اس بات پر غور کریں کہ ان صفات کے فیوض انسانوں کو کیسے حاصل ہوتے ہیں اور کیسے ان تک پہنچتے ہیں۔ اسی طرح فرمایا:

> "میں آپ کو وہ ولی بنانا چاہتا ہوں جو بنانے کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف لائے اور ولایت کا یہ مضمون صفات باری تعالیٰ کو سمجھنے سے تعلق نہیں رکھتا، ان کو اپنی ذات میں جاری کرنے سے تعلق رکھتا ہے، کہ جہاں جہاں ان کے اطلاق میں کمی ہے وہاں ان کو میں پوری طرح اطلاق کر کے دکھاؤں"۔

آپ نے فرمایا کہ یہ مضمون محض علمی بحث کے طور پر پیش نہیں کیا جارہا بلکہ:

> "مراد یہ ہے کہ مخلوق کا خالق سے وہ تعلق قائم ہو جائے کہ ہر شخص براہ راست اپنے رب کے قریب پہنچے اور ذاتی محبت کے لطف اٹھانے لگے"۔

اور جیسا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے یہی پیدائش انسانی کی علت غائی ہے کہ انسان اپنے وجود سے خالی ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کو دوسری ہر چیز پر مقدم کرے کہ اسی میں اس کی عافیت اور بھلائی ہے۔

آج جو ہمیں نوع انسانی کی اکثریت مختلف قسم کی ظلمات میں بھٹکتی ہوئی اور طرح طرح کے دکھوں میں مبتلا دکھائی دیتی ہے تو اس کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ انسان اپنی پیدائش کے مقصد کو بھلا بیٹھا ہے اور اپنے خالق و مالک سے دور جا پڑا ہے۔ آج بنی نوع انسان کے دکھوں کا علاج صرف یہی ہے کہ وہ اپنے پیدا کنندہ رب العالمین کی طرف لوٹے جو الرحمان بھی ہے، الرحیم بھی اور مالک یوم الدین بھی۔ جو ہر خیر کا منبع ہے اور ہر شر سے بچانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور اس کا وعدہ ہے کہ جو اسے پانے کی کوشش کرے گا، جو اس کی محبت کی راہوں پر قدم بڑھائے گا وہ اپنے بندے سے زیادہ تیزی کے ساتھ اس کی طرف آئے گا اور اسے ہر قسم کی ظلمات سے نکال کر نور اور روشنی میں لے آئے گا۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کے قیام کی ایک غرض یہ بیان فرمائی ہے کہ:

> "خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے"۔

لیکن یہ کام کوئی آسان اور معمولی کام نہیں بلکہ یہ عظیم کام غیر معمولی ہمت اور کوشش اور قربانیوں اور دعاؤں کا متقاضی ہے۔ چنانچہ آپ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

> "چاہئے کہ تم اس خدا کے پہچاننے کے لئے بہت کوشش کرو کہ جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رستگاری ہے۔ وہ خدا اسی پر ظاہر ہوتا ہے جو دل کی سچائی اور محبت سے اس کو ڈھونڈتا ہے۔ وہ اسی پر تجلی فرماتا ہے جو اسی کا ہو جاتا ہے"۔

اسی طرح فرمایا:

> "تمہیں خوش خبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازے میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقعہ ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں"۔

اے اللہ تو ہمیں اس کی توفیق عطا فرما۔

اے خداوندم بہ خیل انبیاء — کش فرستادی بہ فضل وافرے
معرفت ہم دہ چو بخشیدی دلم — مے بدہ زاں ساں کہ دادی ساغرے
اے خداوندم بنام مصطفیٰؐ — کش شدی در ہر مقامے ناصرے
دست من گیر از رہ لطف و کرم — در مہم باش یارو یاورے
تکیہ بر زور تو دارم گرچہ من — ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

احادیث النبیؐ

عَنْ جُنْدَبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللّٰہِ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِفُلَانٍ، وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَتَاَلّٰی عَلَیَّ اَنْ لَّا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَکَ۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب النہی عن تقنیط الانسان من رحمۃ اللہ)

حضرت جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! فلاں آدمی کو اللہ نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ نے فرمایا، کون ہے جو مجھ پر پابندی لگائے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے اسے بخش دیا اور تیرے عمل کو ضائع کر دیا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ وَاِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا لَمْ یَضُرَّہٗ ذَنْبٌ ثُمَّ تَلَا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ، قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! وَمَا عَلَامَۃُ التَّوْبَۃِ؟ قَالَ: اَلنَّدَامَۃُ۔ (الدر المنثور ص۲۶۱ قشیریہ باب التوبہ ص۴۹)

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو گناہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ پھر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی۔ "اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! توبہ کی علامت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ ندامت (اور پشیمانی علامت توبہ ہے)۔

قتل گہ سے تا در یار گزر ہو کہ نہ ہو
اک بڑا معرکہ درپیش ہے سر ہو کہ نہ ہو

دوستو! آؤ کہ اک حشر بپا کر ڈالیں
پھر کسی سے یہ زمیں زیر و زبر ہو کہ نہ ہو

ہم نہ کیوں آج ہی لے آئیں سوا نیزے پہ مہر
کل نمودار قیامت کی سحر ہو کہ نہ ہو

ہم ہی دے جائیں اسے گھڑ کے نئے شمس و قمر
پھر زمانے میں کوئی اہل ہنر ہو کہ نہ ہو

اس نئے شہر میں آ پہنچا میں کردو اعلان
خود بخود سارے حسینوں کو خبر ہو کہ نہ ہو

کشش ملک عدم کھینچے لئے جاتی ہے
ہم ہیں ہر وقت رواں عزم سفر ہو کہ نہ ہو

آج جی بھر کے میں پی لوں سر میخانہ ندیم
کل خدا جانے یہ ساقی کی نظر ہو کہ نہ ہو

دیکھ لے جھانک کے اک بار تبسم کو ذرا
کل ترے کوچے میں یہ خاک بسر ہو کہ نہ ہو

(عبدالرشید تبسم)

اگر سچی ہمدردی کے ساتھ، سچے دل کی ہمدردی سے بات کی جائے تو فائدہ ہوتا ہے اور معاشرہ سنورتا ہے

عیسائیت میں بنیاد پرستی کی تحریک کا ایک اہم رکن سائنسی انکشافات کی تردید اور اسکے مقابل کتاب میں بیان شدہ امور کی لفظی تشریح اور لغوی معانی پر زور تھا۔ ان کا اصرار تھا کہ کسی بھی طبعی مشاہدہ کی وہی وضاحت قابل قبول ہوگی جو بائبل کے موافق ہو۔ یہی عقیدہ تھا جس کی وجہ سے ان بنیاد پرستوں نے زمین کی گردش اور نظریہ ارتقاء وغیرہ کی مخالفت کی تھی، انہیں سکولوں میں تعلیم دینے کے خلاف مہم چلائی تھی اور ان کے پڑھانے والوں کو عدالتی چارہ جوئی کرکے سزائیں دلوائی تھیں۔

مسلمانوں میں بھی رجعت پسندی کا بعینہ انہی خطوط پر مظاہرہ کیا گیا۔ یہ آج کی بات نہیں ہے بلکہ ابتدائی فتوحات کے بعد اسلامی ملوکیت کے مستحکم ہوجانے پر جب فلسفہ، ریاضی اور نجوم وغیرہ کا یونانی اور لاطینی سے عربی میں ترجمہ ہوا اور روشن خیال حکماء نے مشاہدہ، منطق اور معقولات پر مبنی نظریات کی اشاعت کی تو اس وقت کے بنیاد پرستوں نے نہ صرف دربار خلافت میں شدید مزاحمت کی بلکہ دلائل کے میدان میں شکست کھانے کے بعد عوام کو برانگیخت کرکے فساد کی خاطر انہیں گلیوں اور بازاروں میں لے آئے۔

قریباً چھ صدیوں پر محیط مسلمانوں کے سنہری دور میں جہاں کندی، رازی، ابن سینا، ابن رشد، عمر خیام، ابن الہیثم، ابن خلدون، جابر بن حیان اور البیرونی علوم کے میدان میں روشنی کے مینار ثابت ہوئے وہاں حنبلی مدرسہ فکر، ابن تیمیہ، غزالی اور انکے ہم خیالوں نے ان نئے علوم کے سیکھنے اور سکھانے کی شدید مخالفت کی۔ یہاں تک کہ ان سائنسدانوں میں سے کچھ کو جبر اور اذیت کے نتیجہ میں اپنے افکار سے توبہ کرنا پڑی۔ بعضوں نے ان علوم کو صرف خواص پر ظاہر کیا اور لکھ گئے کہ یہ علوم عوام کے لئے قابل فہم نہیں۔ رازی پر ارتداد کا فتویٰ دیا گیا، ابن سینا کو مشتعل ہجوم کے خوف سے روپوش ہونا پڑا، ابن رشد کو قرطبہ سے نکالا گیا اور اس کا کتب خانہ جلا دیا گیا۔ ابن خلدون اپنے عہد میں گوشہ گمنامی میں پڑا رہا اور صدیوں بعد مستشرقین نے اسے اور اسکے کام کو دریافت کیا۔ آج کے طالب علم کے لئے جو باتیں مسلم اور ثابت ہیں، اس زمانے میں ان پر تعزیر کی تلوار لٹکی رہتی تھی مثلاً کندی نے سورہ رحمن کی دو آیات کی عقلی تعبیر کی جس کی پاداش میں عباسی خلیفہ متوکل نے ملاؤں کی شرانگیزی پر اسکی کتابیں ضبط کرلیں اور ساٹھ سالہ کندی کو برسرعام کوڑے مارے گئے جس کے صدمہ سے وہ اپنی وفات تک شدید ذہنی دباؤ کا شکار رہا اور بالکل خاموش ہوگیا۔

چودھویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے عروج کا دور تمام ہوا اور تب سے آج تک رجعت پسندوں اور

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرماکر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

علوم کی تشکیل نو

حقائق کو مسخ کرنے کی ایک مذموم کوشش

(محمد احمد حامی)

روشن خیالوں کی یہ چپقلش جوں کی توں جاری ہے۔ کچھ مسلمان حکمرانوں کی غفلت اور کچھ ان ماضی پرستوں کے غلبے کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ پھر ان میں کوئی ایسا دیدہ ور پیدا نہ ہوا جو علوم ظاہری میں سرکردہ ہوتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مسلمان حکماء کی تحریروں کو یورپ والوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور نہ صرف صدیوں تک اپنے مدرسوں کے نصاب میں رکھا بلکہ کیمیاء، ریاضی، ہیئت، طب وغیرہ میں انکے نظریات اور تجربات کو بنیاد بناکر اپنی جستجو کو آگے بڑھایا اور آج وہ تو ان علوم پر مبنی فنون کے بل بوتے پر دنیا بھر پر غالب ہیں اور مسلمانوں میں سے اگر کسی کو توفیق ملتی ہے کہ اپنے ان آباء کا ماتم ہی کرلے تو آج بھی یہ بنیاد پرست عناصر اس کی جان کو آ جاتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں میں ایسے دانشور موجود ہیں جو کائنات کو خدا کا فعل جان کر اسکے مطالعہ اور علوم نو کی روشنی میں تحقیقات کی تحریک کرتے ہیں، وحی کے ذریعہ نازل ہونے والے علم اور اسوہ رسولؐ کو انسانوں کی اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے لائحہ عمل سمجھتے ہیں، مذہبی اور طبیعاتی مطالعہ کو دو الگ الگ میدان گردانتے ہیں اس لئے ان کے نزدیک کسی تقابل یا تصادم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان سے الگ جہلاء کا وہ طبقہ ہے جن کی آنکھیں کسی بھی نئی دریافت، ایجاد یا نظریے کو دیکھتے ہی چندھیا جاتی ہیں اور وہ علم کا افہام علم کے ذریعہ کرنے کے بجائے اور حال کے مسائل کا حل مستقبل میں تلاش کرنے کے عوض، ماضی کی بیاض سے مجرب نسخے تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی دانست میں جس مشاہدہ کو ماضی کی دانش سے سند نہ مل سکے وہ باطل ہے۔ ہر نظریہ کے لئے قرون اولیٰ کے ائمہ کی تصدیق لازمی ہے ورنہ وہ مردود ہے۔ ان کور بینوں نے علوم نو کا مقاطعہ تو کر ہی رکھا ہے لیکن زمانہ حال میں زندہ رہنے کے لئے بنیادی ضروریات کے لئے بھی کچھ شدبد ضروری ہے، یہ اسکے بھی روادار نہیں ہیں سو انہوں نے اس کا علاج یہ تجویز کیا ہے کہ تاریخ، سائنس، فلسفہ اور معاشرتی علوم کو نئے سرے سے لکھا جائے۔ یعنی وقائع نویسی، مشاہدات، مباحث اور ایجادات تو غیر کریں، مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کو بینائی سے محروم رکھنے کے لئے ان سب علوم کو اس طرح مسخ کیا جائے کہ ان کے زعم کے مطابق وہ عین اسلامی نظر آئیں۔

ذیل میں ہم ان میں سے بعض تجاویز کا ذکر تفصیل سے کریں گے اور اس سلسلہ میں جو عملی کام ہوا ہے اور جس پر ان نام نہاد مسلمان علاموں کی جگ ہنسائی ہورہی ہے، اس کی کچھ مثالیں درج کریں گے۔

جہاں تک تاریخ نویسی کا تعلق ہے، یہ امر ارباب علم کو مسلم ہے کہ مورخ کبھی غیرجانبدار نہیں ہوتا۔ اگر وہ کسی دربار کا روزنامچہ لکھتا ہے تو اس میں وہی واقعات درج کرے گا جو اس کے آجر کی مدح میں ہیں۔ اگر اپنے آباء یا مذہبی پیشواؤں کے حالات لکھ رہا ہے تو ان میں سوائے حسن و خوبی کے اسے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اگر کسی معرکے یا لڑائی کا بیان لائے گا تو لازماً اس کی ہمدردی ایک ہی فریق کے ساتھ ہوگی۔ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ غیرجانبداری کی دیوار پر بیٹھ کر کھیل دیکھے اور دونوں متحارب گروہوں کے اچھے اور برے نکات کو لکھتا جائے۔ اگر کوئی مورخ کسی تاریخی واردات کے موقع پر موجود نہیں ہے اور اسے محض روایات کے سہارے داستان کہنا ہے تو ہر لحاظ سے غیر متعلق ہوتے ہوئے بھی وہ خود کو کسی ایک کردار سے ہم شناخت کرکے اس کردار کو تو امیر حمزہ بنادے گا اور اپنے معتوب کو عمرو عیار۔

اس صورت حال میں تاریخ کے طالبعلم کے پاس کیا معیار ہے جس سے وہ حق و باطل میں تمیز کرسکے؟ متضاد آراء کے انبار میں سے سچ کی تلاش کے لئے اسے ہر تاریخی شخصیت یا سانحہ کے کوائف قلمبند کرنے والوں کا جائزہ لینا ہوگا۔ جب وہ موافق، مخالف، مبالغہ آمیز اور تنقیصی بیانات کو بیک وقت سامنے رکھے گا تو لکھنے والوں کی عصبیت کو الگ کرنے کے بعد اصل حقیقت کو پاسکے گا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جھوٹی روایات گھڑنے والے اور اپنے ہدف کے مطابق حقیقت کو مسخ کرنے والے مورخ ماضی ہی میں نہیں تھے، یہ آج روشنی کے زمانے میں بھی اسی طرح نہایت دیدہ دلیری سے نہ صرف خود اپنی پسند کی تاریخ لکھ رہے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس قبیح فعل کی طرف مائل کرنے کے لئے طور طریقے تعلیم کرتے ہیں۔ پہلے یہ مثال دیکھیے:

ایک صاحب، پروفیسر سید علی احمد عباسی ایم ایس سی (علیگ) نے امیر معاویہ کے عہد کی ضخیم تاریخ لکھی ہے جس کے مقدمہ میں مولانا احتشام الحق تھانوی ممبر اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پاکستان نے اس کاوش کو خوب سراہا ہے۔ اس کتاب کے پیش لفظ میں مصنف نے ان مورخین کو جو زیر بحث زمانہ سے قریب تر تھے، اپنے قلم کے ایک وار سے یوں قطع کیا ہے:

مسعودی اپنے آقاؤں (عباسیوں) کا خوشامد پسند تھا۔

ابو محنف لوط بن یحیٰ جانبدار تھا۔

واقدی داستان گو تھا۔

سیوطی بغیر تحقیق و تنقید کے رطب و یابس جمع کرتا تھا۔

انہیں اور قرون اولیٰ کے دوسرے وقائع نگاروں کے بیانات کو رد کرنے اور جسٹس امیر علی اور غیر مسلم مستشرقین کو جلی کٹی سنانے کے بعد سچی اور سچی تاریخ اسلام لکھنے کا گر بتاتے ہیں:

"ان سب معائب و مصائب (کذب و افتراء اور تلبیس وغیرہ) سے نجات کی واحد سبیل یہ ہے کہ سرکاری طور پر یا بطور خود ایک ایسی جماعت کی تشکیل کی جائے جس میں صحیح العقیدہ اور مخلص اہل علم ہوں۔ اہل بدعت اور زندقہ کو نہایت قوت کے ساتھ اسکی رکنیت سے دور رکھا جائے۔ کسی شخص کو اگر سبائی خیالات سے متاثر پایا جائے تو اسے فوراً جماعت سے نکال دیا جائے۔ جو لوگ عقیدۃً کتاب و سنت سے وفاداری نہیں برت سکتے انہیں کیا حق ہے کا اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کچھ گفتگو کریں" (صفحہ ۳۳)

خط کشیدہ الفاظ کا مطلب واضح ہے کہ ہدف پہلے مقرر کرو پھر انشاء پردازی کرو۔ اکابر کے بارے میں لکھتے وقت "واقعات" کا بیان "عقیدہ" کے مطابق کیا جائے اور اچھا ہو کہ اسکے لئے ذہنی غسل یافتہ لوگوں سے کام لیا جائے۔ ان صاحب کو اپنے کسی ممدوح کے دفاع میں جب کوئی بھی واقعاتی شہادت کہیں سے دستیاب نہیں ہوتی تو وہاں:

"ہمارا خیال ہے یوں ہوا ہوگا" (صفحہ ۹۸)

کے بعد اپنے تصور سے منظر کشی کرتے ہیں۔

یہ کتاب ۱۹۶۳ء میں پہلی بار شائع ہوئی تھی۔ اس کے بعد مودودی صاحب اور ان کی ترجمان مریم جمیلہ نے تاریخ، فلسفہ، عمرانیات، اقتصادیات، طبی، طبیعی اور حیاتیاتی علوم کی موجودہ صورت کو غیراسلامی قرار دے کر جملہ علوم کو نئے سرے سے لکھے جانے کی ضرورت کا پرچار کیا (حوالہ آگے آتا ہے)۔ جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے، مودودی صاحب کے معنوی شاگرد ضیاء الحق نے اپنے دور حکومت میں تاریخ پاکستان کو ازسرنو لکھوایا اور نصاب تعلیم میں داخل کیا۔ اگر رات کو دن اور اندھیرے کو اجالا لکھا جاسکتا ہے تو ضیاء دور میں مرتب تاریخ پاکستان میں آپ کو یہ لکھا ملے گا:

★ (پاکستان کو جنت الحمقاء، مسلم قومیت کے تصور کو ملعون، قائد اعظم اور مسلم لیگ کو بازی گر کہنے والے) مودودی صاحب ہی فی الحقیقت پاکستان کے مفکر اور بانی تھے۔

★ قائد اعظم سیکولر اور جمہوری پاکستان کے نہیں بلکہ مذہبی پیشوائیت کے ذریعہ نظام اسلام نافذ کرنے کے داعی تھے۔

★ پاکستان کا قیام دینی حلقوں، علماء اور مشائخ اور اسلام کے داعیوں کا مرہون منت ہے نہ کہ قائد اعظم کی قیادت میں مسلم لیگ اور جمہور مسلمانوں کی سیاسی مساعی اور قربانیوں کا نتیجہ۔

اب دوسرے علوم کے غیر اسلامی ہونے اور انہیں مشرف بہ اسلام کرنے کے سلسلے میں اسی اسلامی مفکر یعنی جناب مودودی کی تصنیف "تعلیمات" کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیے (انگریزی سے ترجمہ)۔

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

"اس وقت رائج نظام تعلیم پر غور کرنے سے یہ امر فوراً مترشح ہوتا ہے کہ یہ اسلامی روایات اور نظام تعلیم سے بالکل متضاد ہیں۔ آپ نوخیز دماغوں کو ایسا فلسفہ پڑھاتے ہیں جو ان کے سامنے کائنات کو بغیر کسی خالق کے پیش کرتا ہے، انہیں ایسی سائنس کی تعلیم دیتے ہیں جو عقل سے عاری اور محض حواس کی غلام ہے، انہیں ایسے قانون، اقتصادیات اور عمرانیات سے روشناس کرایا جاتا ہے جو اپنی روح اور مغز کے لحاظ سے اسلامی تعلیمات سے مختلف ہیں۔ اس پر بھی آپ ان سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ اسلامی نقطہ نظر کے حامل ہوں گے"

اس "گمراہ کن" صورت کا تدارک کرنے کے لئے موصوف کی تجویز یہ ہے کہ تمام علوم اور نظام تعلیم کو اسلامی علوم اور اسلامی نظام تعلیم کی شکل دی جائے۔ ان کے اپنے الفاظ میں:

"اس افسوسناک صورتحال کی تمام تر ذمہ داری کچھ علوم کو دینی اور کچھ کو دنیوی قرار دینے پر ہے۔ ہمارے مجوزہ نظام تعلیم میں دینیات کے لئے کسی الگ نصاب کی ضرورت نہیں بلکہ تمام علوم کو دینیات کے نصاب کی شکل دے دی جائے گی۔"

مودودی صاحب کے ان اصولی اشارات کو پیش نظر رکھ کر انسٹی ٹیوٹ فار پالیسی سٹڈیز (اسلام آباد) نے طبعی علوم (نیچرل سائنس) کے نصابات ترتیب دینے کے لئے مندرجہ ذیل بے مثال سفارشات پیش کی تھیں۔

(۱) فطرت کے مظاہر یا مشاہدات کا ذکر کرتے وقت یہ امر ضرور بیان کیا جائے کہ یہ محض اللہ کے فضل سے ممکن ہیں۔ مثلاً تیسری جماعت کے لئے سائنس کی کتاب میں سوال اس طرح نہ لکھا جائے کہ:

"اگر کسی جاندار کو خوراک نہ ملے تو کیا ہوگا؟"

بلکہ یہ سوال یوں پوچھا جائے کہ:

"اگر اللہ کسی جاندار کو خوراک نہ دے تو کیا ہوگا؟"

(۲) سائنس کی کتب صرف وہی لوگ لکھیں جو اسلام کے کامل ضابطہ حیات ہونے پر مضبوط ایمان رکھتے ہوں اور قرآن و سنت کا وسیع علم رکھتے ہوں۔ اس ضمن میں ہر ممکن احتیاط کی جائے۔

(۳) کسی بھی "نتیجہ" کو طبعی "سبب" سے منسوب نہ کیا جائے۔ مثلاً یہ کہنا سخت خطرناک ہے کہ "توانائی سے مادہ میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں" کیونکہ اس بیان سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ توانائی اصل سبب ہے نہ کہ اللہ۔ اسی طرح سے یہ بیان غیر اسلامی ہے کہ "مطلوبہ تناسب میں ہائیڈروجن اور آکسیجن کے امتزاج سے خود بخود پانی بن جاتا ہے"۔

درست اسلامی طریق یوں ہوگا کہ "جب ہائیڈروجن کے ذرات مطلوبہ تناسب میں آکسیجن کے ذرات سے ملتے ہیں تو خدا کے حکم سے پانی بن جاتا ہے"۔

(۴) ہر کتاب کا پہلا باب، مثلاً کیمیاء کی کتاب کے پہلے باب کا عنوان یہ ہونا چاہئے: "قرآن اور کیمیاء"۔ اور باقی ابواب میں سے ہر ایک میں قرآن کی کوئی نہ کوئی آیت یا حدیث نبوی شامل کرنا چاہئے۔

(۵) سائنس کے کسی کلیہ یا قانون کو کسی انسان (سائنسدان) کے نام سے منسوب نہیں ہونا چاہئے۔ مثلاً نیوٹن کے قوانین، بوائل کا کلیہ یا ڈارون کی تھیوری جیسی تراکیب صریحاً غیر اسلامی ہیں کیونکہ یہ (ان قوانین کو انسانوں سے نسبت دینا) شرک ہے۔ سائنسی قوانین اور نظریات کو اس طرح موسوم کرنے سے یوں لگتا ہے جیسے یہ قوانین ان لوگوں نے دریافت نہیں کئے بلکہ تخلیق کئے ہیں۔

(۶) سائنس کی کلاسوں میں "خدا" کو لایا جائے اور اس کا تعارف کرایا جائے اور سائنس کی کتابوں میں خدا کی ہستی اور حیات بعدالموت پر مباحث اور دلائل درج کرنا چاہئیں اور ان مضامین کو سائنس کے نصاب میں شامل کیا جائے نہ کہ اسلامیات کے تحت۔

(۷) مولانا مودودی کی تفسیر تفہیم القرآن سے علم الحیوانات (زوآلوجی) کی تدریس مین مدد لی جائے۔

(۸) سائنس کی تمام شاخوں کی ابتداء کو مسلمانوں کے حوالہ سے بیان کیا جائے مثلاً جوہری طبیعیات کو ابن سینا سے اور کیمیا کو جابر بن حیان سے منسوب کیا جائے، علیٰ ہٰذالقیاس۔ اس ضمن میں یونانی قدماء ہرگز کسی تحسین کے مستحق نہیں کیوں کہ وہ تجرباتی مطالعہ سے بے خبر تھے۔

(بحوالہ "اسلام اور سائنس" مصنفہ پرویز ہود بھائی)

ان سفارشات کے مرکزی نکتہ کے بارے میں کچھ کہنا لاحاصل ہے۔ غور کرنے والے از خود اس میں چھپی ہوئی رجعت کا مشاہدہ کرلیں گے۔ آنجہانی ضیاء الحق نے اپنی "خداداد بصیرت" سے ان میں پوشیدہ استحصالی امکانات کو بھانپا اور کوئی وقت ضائع کئے بغیر وزارت تعلیم کے ذریعہ سائنس کی نصابی کتابوں کا حلیہ بگاڑنے کے احکامات دے اور اپنے درباری سائنسدانوں کو اسلام اور سائنس کے ملغوبے کو "اسلامی سائنس" کے نام سے دنیا کو روشناس کرانے کے کام پر لگادیا۔ اس سے قبل ہی ضیاء الحق نفاذ اسلام کے نام پر کئی عنوانوں سے قوم کی آنکھوں میں دھول جھونک چکے تھے۔ پاکستان کے پنج ستارہ ہوٹلوں میں پیروں فقیروں کی تواضع، مولویوں کے طائفوں کی بیرونی ممالک کو روانگی، ٹی وی پر دوپٹے، نمازوں کی نگرانی کے لئے فوجداروں کے تقرر وغیرہ کے ڈرامے رچاکر اپنے اقتدار کو طول دینے والا ریفرنڈم بھی جیت چکے تھے۔ اب مغربی ممالک میں تعلیم یافتہ، اعلیٰ ڈگریاں رکھنے والے سائنسدانوں کے ذریعہ سائنس (اور مذہب) کو تہس نہس کرنے کا منصوبہ بنایا اور عوام کے خزانہ سے کثیر رقم خرچ کر کے "اسلامی سائنس" اور "قرآنی معجزات کی سائنسی تشریح" پر کانفرنسیں منعقد کیں۔ ان میں شمولیت کے لئے مصر، سعودی عرب، امارات اور ایران کی جامعات کے پروفیسر اور چوٹی کے سائنسدان مدعو کئے گئے۔ پاکستان کے تنخواہ دار سائنسدانوں جن میں صدر کے سائنسی مشیر، وزارت دفاع کے سائنس ایڈوائزر، خلائی اور موسمی مطالعہ کے ڈائرکٹر اور صنعتی سائنسی تحقیقات کے ادارہ کے بزرجمہر حضرات شامل تھے، نے درباری مسخروں کا کردار ادا کیا اور دنیا بھر میں اپنی بھد کرائی۔ ان کانفرنسوں میں جو مقالے پڑھے گئے وہ مقامی سائنسی جرائد میں اہتمام کے ساتھ چھاپے گئے اور روداروں کو الگ کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ ان مفاد پرستوں نے جس طرح سائنسی علوم کی مٹی پلید کی، اس کا اندازہ کچھ مقالوں کے درج ذیل خلاصہ سے بخوبی ہوسکتا ہے۔

معجزوں والی کانفرنس (جس کا افتتاح ضیاء الحق نے خود بنفس نفیس کیا تھا) کے مہمان خصوصی اللہ بخش خان بروہی (جو محض قانون دان تھے اور سائنس کی کسی شاخ سے ان کا کبھی کوئی واسطہ نہیں رہا) نے اپنے افتتاحی مقالے میں کہا:

"چونکہ موجودہ نصابی کتابوں کے صفحات منکرین الوہیت مثلاً ڈارون، فرائڈ اور کارل مارکس کے خیالات سے مزین ہیں اسلئے لائق اعتنا نہیں۔"

مادہ کے بنیادی ذرات سے متعلق آئین سٹائن کے نظریات (جن کی الف بے سے بھی یہ صاحب واقف نہ تھے) کے بارے میں فرمایا کہ:

"اسلامی نقطہ نظر سے ایسے نظریات باطل ہیں۔"

صدر کے سائنسی مشیر ڈاکٹر قاضی نے اس بات پر زور دیا کہ سائنسی مشاہدات سے برآمد ہونے والے نتیجوں اور قوانین کا قرآن و سنت سے استخراج کیا جائے اور اگر وہ باہم مطابقت نہ رکھتے ہوں تو اول الذکر کو رد کردیا جائے۔

مصر کے ایک ماہر ارضیات نے بیان کیا کہ قرآن کی رو سے پہاڑوں کی جڑیں میخوں کی طرح زمین میں نصب ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین کی گردش کی مرکز گریز قوت کے باعث انسان، حیوان، سمندروں کا پانی وغیرہ ہر شے سطح زمین سے اکھڑ کر فضاؤں اور خلاؤں مین منتشر ہوجاتے (یعنی ان حضرات کو نیوٹن والی قوت تجاذب کی ابجد کا بھی علم نہیں!)

محکمہ دفاع کے سائنسی مشیر نے یاد دلایا کہ چونکہ جنات کی تخلیق آگ (=توانائی) سے ہوئی ہے اس لئے انہیں مسخر کرکے توانائی کی فراہمی کا مسئلہ حل کرنا چاہئے۔ اس امکان کو مقالہ نگار (ڈاکٹر صفدر راجپوت) نے اس امر سے تقویت دی کہ ماضی میں حضرت سلیمانؑ پیغمبر جنوں سے ایسے کام لے چکے ہیں (غالباً موصوف کو الف لیلہ والے الہ دین ولد مصطفےٰ درزی کے کارناموں کا خیال نہیں آیا!)

پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے ایک ڈائرکٹر ڈاکٹر سید محمود نے قیاس کیا کہ انسانی روحیں، منفی برق پاروں (الیکٹران) کی طرح ہیں۔ قوت حیات کی مقناطیسیت (؟) کے زیر اثر یہ زندہ اجسام میں جاری اور ساری رہتی ہیں اور موت کے جھٹکے سے یوں بدن سے الگ ہوتی ہیں جیسے ریڈیو کے ٹرانسمیٹر سے برق پارے نشر ہوتے ہیں۔

موسمیاتی اور خلائی تحقیق کے ادارے کے سربراہ سلیم محمود نے آنحضرتؐ کے معراج کو آئین سٹائن کے نظریہ اضافیت کے حوالے سے جسمانی ثابت کرنے کی سعی کی اور سائنسی اصطلاحوں، خلاء، زمانہ اور مادہ کا ذکر کرکے خود بھی اندھیرے میں ٹامک ٹوئیے مارتے رہے اور سننے پڑھنے والوں کے فہم کو بھی خوب آزمایا۔

پی سی ایس آئی آر کے ڈاکٹر قریشی نے باجماعت نماز کا ثواب معلوم کرنے کا فارمولا، اور اسی ادارے کے ڈاکٹر ارشد بیگ نے کسی معاشرہ میں منافقت کی مقدار جانچنے کے لئے ریاضی کا کلیہ پیش کیا۔ اس سے قبل ۱۹۸۳ء میں ہونے والی اسلامی سائنس کانفرنس میں شریک ایک مندوب نے ذات خداوندی کا زاویہ مطلق (؟) معلوم کرلینے کا دعویٰ کیا تھا۔

ان خرافات کو دیکھ کر سوائے انا للہ و انا الیہ راجعون کے کیا کہا جاسکتا ہے۔ کیا ایسے نادان دوستوں کے ہوتے ہوئے بھی ملت اسلامیہ کو کسی اور دشمن کی ضرورت ہے؟ اگر ہمیں امت مسلمہ کی خیریت مطلوب ہے تو جہل پرستی کے سانپ کو جو اسکی آستین میں چھپا بیٹھا ہے بار بار بےنقاب کرنا ہوگا۔ یہ عفریت ہر اس موقع پر سر اٹھاکر پھنکارتا ہے جب مسلم عوام کی بہبود کے لئے کوئی بھی دردمند دل علم و دانش کی شمع جلانا چاہتا ہے۔ جب بھی نئی پود کی ذہنی نشوونما اور علمی ترقی کے لئے کوئی تجویز کی جاتی ہے، اندھیرے کے یہ باسی اپنی کھوہ سے نکلتے ہیں اور بیک آواز ہوکر الاپنے لگتے ہیں

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

یہ امر خوش آئند ہے کہ ماضی قریب کے دور استبداد میں بھی ایسے جیالے موجود تھے جنہوں نے جرات سے اس گمراہی کی نشاندہی کی اور ایسے رسائل و اخبارات بھی تھے جنہوں نے اپنے مفادات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے صفحات پر ان مخلصین کو جگہ دی اور یہ انہی کی مساعی کا نتیجہ ہے کہ ہم اس باطل تحریک کا سر کچلنے کے کار خیر کو جاری رکھنے کے قابل ہیں۔

اعلان
برائے موصیان

ہر ایسی جائیداد جو آپ کی آمد سے خرید کی گئی ہے خواہ کسی اور کے نام سے ہو وہ جائیداد موصی کی شمار ہوگی البتہ ایسی جائیداد جو کسی موصی کے نام سے ہو اور موصی کی آمد سے خرید کردہ نہیں بلکہ بے نامی کی ہے اس بارہ میں موصی کا بیان دفتر وصیت میں ریکارڈ ہونا ضروری ہے تا بعد میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 776 7130

خطبہ جمعہ

دنیا کی چالاکیوں سے عاری شخص جو متقی ہو اس کے کام میں ہمیشہ زیادہ برکت ہوتی ہے بہ نسبت ایک تقویٰ سے عاری چالاک شخص کے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۸ اپریل ۱۹۹۵ء مطابق ۲۸ شہادت ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

آج تین ملکوں میں ملکی سطح پر کچھ جلسے اور اجتماعات ہو رہے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ ان کے ذکر سے اس خطبے کا آغاز ہو۔ سب سے پہلے تو سری لنکا کی جماعت کی طرف سے درخواست ہے کہ تیس اپریل کو ان کا سالانہ جلسہ منعقد ہوگا۔ اسی طرح تمام سری لنکا کی لجنہ اماء اللہ کا اجتماع بھی انتیس تاریخ کو شروع ہو رہا ہے تو ان دونوں کی کامیابی کے لئے احباب جماعت سے وہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ سری لنکا کی جماعت کو اگرچہ چھوٹی ہے اور باہمت ہے مگر بار بار بعض دشمنوں کی طرف سے مشکلات پیش آتی ہیں اور حال ہی میں وہاں ایک مرکز پر حملہ کیا گیا، اس کو جلایا گیا، وہاں بعض احمدیوں کو زدوکوب کیا گیا۔ تو اس لحاظ سے بھی دعا کے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہمت عطا فرمائے اور جن نیک کاموں کو بڑے عزم کے ساتھ انہوں نے جاری کیا ہے، استقلال کے ساتھ اس پر ان کو ثبات قدم بخشے۔

اب جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے بھی درخواست ملی ہے کہ آج اٹھائیس اپریل کو ان کی مجلس شوریٰ منعقد ہو رہی ہے۔ اب جو مجلس شوریٰ کا نظام ہے یہ خدا کے فضل سے کافی پھیل گیا ہے اور مستحکم ہو گیا ہے۔ ابتداء میں ان جگہوں میں غلطیاں بھی ہوتی تھیں اور ایسی جگہ مثلاً جرمنی ہے جہاں کثرت سے پاکستان سے مختلف علاقوں سے بھی احمدی آ کے آباد ہوئے ہوئے ہیں، خیال یہ تھا کہ ان کو شوریٰ کا تجربہ ہوگا اس لئے وہ وہاں غلطیاں نہیں کریں گے۔ مگر الحمدللہ کہ وقت پر یہ بات سامنے آگئی کہ اکثر وہ لوگ شوریٰ میں شامل ہوئے جن کو پاکستان میں بھی شوریٰ میں کبھی جانے کا اتفاق ہی نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے محض یہ ظن کہ پاکستان سے آئے ہیں وہ اپنے جرمن بھائیوں کی بھی تربیت کریں گے یہ سچا ثابت نہ ہوا، سابقہ بات میں کر رہا ہوں۔ اور ان کے مقابل پر جو جرمن احمدی تھے انہوں نے بہت بہتر نمونے دکھائے۔ اس لئے کچھ مجھے بعض دفعہ ناراض بھی ہونا پڑا۔ بعضوں کو بعض عہدوں سے فارغ کرنا پڑا، اور اب میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے ان کی مجلس شوریٰ کا نظام بلوغت کو پہنچ گیا ہے اس میں پختگی پیدا ہو گئی ہے، مشورے نیک اور تقویٰ کے مطابق دیتے ہیں، کوئی یہ احساس نہیں کہ فلاں میرے دوست نے یہ بات کی ہے اس لئے اس کی تائید کی جائے اور یہی وہ تقویٰ ہے جو دراصل جماعت کی زندگی کا ضامن ہے، جماعت کی روح اس تقویٰ میں ہے۔

اگر شوریٰ کے نظام کو ہم بڑی احتیاط کے ساتھ جاری کر دیں، اس میں جتنے بھی تقویٰ سے ہٹے ہوئے رجحانات داخل ہونے کا امکان ہے ان رجحانات کے رستے بند کر دیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت بہت تیزی سے ترقی کرے گی اور جب میں کہتا ہوں کہ رجحانات ہیں تو یہ رجحانات ہر انسان کی ذات میں دبے ہوئے ہیں اور جب تک انسان کی ذات متقی نہ ہو اس وقت تک وہ مجلس شوریٰ میں جا کر ایسا انسان اس کے اندر تقویٰ کے معیار کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ جہاں بھی اختلاف رائے ہو، جہاں اس بات کا امکان ہو کہ کسی شخص کے سپرد کوئی ذمہ داری کی جائے گی، جہاں مختلف مالی امور کے خرچ کے مسائل بھی ہوں وہاں انسان کے ساتھ جو بشری تقاضے لگے ہوئے ہیں وہ ضرور کوئی نہ کوئی رخنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے احتیاط کی ضرورت ہے ہر انسان کو اپنا نگران خود ہونا پڑے گا۔ مگر جہاں تک نظام جماعت کے نگران ہونے کا تعلق ہے خدا کے فضل سے وہ تقاضے ہم بہت حد تک پورے کر چکے ہیں اور پورے کرتے رہیں گے۔ جو میں نے پہلی بات کہی تھی کہ اب بلوغت کو پہنچ گیا ہے نظام، یہ اس پہلو سے کہی تھی۔

آج ہی چونکہ ایک اور ملک کی بھی مجلس شوریٰ ہو رہی ہے، آئیوری کوسٹ کی۔ ان کی جماعت کا جلسہ ہے اور غالباً اس کے بعد انتخابات بھی اسی سال ہونگے اور مجلس شوریٰ کی کاروائی بھی ہوگی اس لئے ان کو بھی پیش نظر رکھ کر کچھ نصیحتیں کرنی ہیں۔

جرمنی کی جماعت کو میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اگرچہ نظام کے لحاظ سے یہ معاملہ بہت سدھر چکا ہے اور اپنی بلوغت کو پہنچ گیا ہے، لوگ سمجھ چکے ہیں کہ کس حد تک مجلس شوریٰ میں شامل ممبران کو آزادی ہے، کس حد تک خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری کردہ شریعت ان کے ہاتھ روکتی ہے کہ آگے نہیں بڑھنا، ان کی زبان پہ قدغن لگاتی ہے کہ اس سے آگے نہ بڑھو۔ یہ جو امور ہیں ظاہری نظم و ضبط کے اس لحاظ سے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب معاملہ پوری طرح نظم و ضبط کے دائرے میں آچکا ہے اور سب لوگ سمجھ گئے ہیں۔ ہر ایک کو اپنے حقوق کا پتہ ہے، ہر ایک کو اپنی ذمہ داریوں کا پتہ ہے اور اب میرے نزدیک انشاء اللہ جرمنی جیسے ملک میں کوئی یہ جرات نہیں کر سکتا کہ نظام کی بے حرمتی کرے اور کھڑے ہو کر بعض ایسی باتوں پر اصرار کرے جن کا کہنے کا اس کو حق نہ ہو یا امیر کے سامنے گستاخانہ رویہ اختیار کرے یا اس سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے یہ باتیں تو انشاء اللہ وہاں نہیں ہونگی اور مجھے امید بھی ہے، دعا بھی ہے کہ آئندہ کبھی ایسی باتیں نہ ہوں۔

لیکن جو انسان کے اندر چھپا ہوا باغی ہے، انسان کے اندر چھپا ہوا خود غرض آدمی ہے وہ تو ہر جگہ رہتا ہے اور جب تک اس مقام پر نہ پہنچ جائے جہاں اللہ اس کی حفاظت فرما دے اس وقت تک اس سے ہمیشہ خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ چنانچہ چند سال پہلے مجھے مجلس شوریٰ مرکزیہ جو ربوہ میں منعقد ہو رہی تھی یعنی پاکستان کی مجلس شوریٰ جو ربوہ میں منعقد ہو رہی تھی اس کی رپورٹیں کچھ ملیں اس پر میں نے ان سے ریکارڈنگز منگوائیں اور مجھے بہت اس بات سے دھکا لگا کہ اتنی لمبی تربیت یافتہ لوگوں کی موجودگی میں پھر بعض لوگوں نے بعض ٹیڑھی سوچیں داخل کر دی تھیں۔ بعض ٹیڑھے مطالبے شروع کر دئے تھے تو نظم و ضبط کے لحاظ سے اطمینان اپنی ذات میں کافی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجلس شوریٰ کی اجتماعی شخصیت اس میں شامل ہونے والوں کی شخصیت کا مجموعہ ہے۔ اگر اس میں شامل ہونے والوں کی سوچیں غیر متقیانہ ہوں اور ان کی نگرانی اچھی نہ ہو تو کسی وقت بھی وہ مجلس کا مزاج بگاڑ سکتے ہیں۔ اس پہلو سے جو ممبر بنتے ہیں ان پر بھی گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس نظام پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے جس نظام سے کوئی منتخب ہو کر مجلس شوریٰ تک پہنچتا ہے۔ ان خطرات کے پیش نظر آخری اختیار مرکز کے ہاتھ میں رکھا گیا ہے چاہے تو وہ انتخاب کے مشورے قبول کرے، چاہے تو نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پہلو سے جماعت کی تربیت بہت عمدہ ہو چکی ہے کہ اگر ان کو یہ علم ہو کہ مرکز سے کسی نام کی نامنظوری آئی ہے تو قطعاً دل میں میل نہیں لاتے اور سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ تو جو اجتماعی تقویٰ کا معیار ہے وہ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی بلند ہے۔ لیکن انفرادی طور پر جب انتخاب کے ووٹ دئے جاتے ہیں تو بسا اوقات تعلقات، جنبہ داریاں، رشتے داریاں، دوستیاں وہ ان ووٹوں پر اثرانداز ہو جاتی ہیں۔ خاص طور پر وہاں یہ زیادہ خطرناک صورتحال پیدا کرتی ہیں جہاں جماعتوں میں بعض گروہ بندیاں ہوئی ہوں۔ بعض خاندانوں کی بعض دوسرے خاندانوں سے لڑائیاں ہوں۔ بعض خاندانوں کی بعض دوسرے خاندانوں سے چپقلش چل رہی ہو۔ ایسی صورت میں یا صدر جماعت جس کو مقامی جماعت کا صدر کہتے ہیں وہ اگر نا اہل ہو تو اس کی نا اہلی کی وجہ سے بھی بعض دفعہ افتراق پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیوں کہ اپنے نیچے قوم کو متحد رکھنا یہ مختلف صلاحیتوں کا تقاضا کرتا ہے اور بعض دفعہ بعض صدروں میں وہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ سب کو ایک خاندان کی طرح ساتھ لے کر چلیں۔ اس لئے ان کی نا اہلی کے نتیجے میں بھی بعض دفعہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بعض دوست اس صدر کے قریب ہیں اور بعض نسبتاً دور ہیں۔ اور یہ تاثرات ضروری نہیں کہ صحیح ہوں بعض فتنہ پرداز ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ان تاثرات کو ہوا بھی دیتے ہیں اور اس طرح پھر افتراق پیدا کر دیتے ہیں۔ تو کمزوری جو صدر کی نظم و ضبط کی کمزوری یا اس کے ذہن کی روشنی کی کمزوری سے پیدا ہوتی ہے اس کو بدنیتوں کے اندھیرے اور زیادہ گہرا کر دیتے ہیں اور لوگ صفائی سے پھر حالات کو دیکھ نہیں سکتے اور اندھیرے کے نتیجے میں ہمیشہ غلط فیصلے ہوتے ہیں پھر۔ یہ تو مختصراً اس کا پس منظر ہے۔

جو خلاصہ کلام ہے وہ یہ ہے کہ بسا اوقات جب انتخاب ہو رہے ہوتے ہیں وہاں اس قسم کی مخفی جنبہ داریاں اور تعلقات کے اثرات اپنا اثر دکھا رہے ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس بات کا احتمال موجود

ہے کہ جو شخص منتخب ہو وہ پوری طرح تقویٰ کے، تقاضوں کے پیش نظر منتخب نہ ہو بلکہ کسی اور وجہ سے منتخب ہوا ہو۔ یہ سب احتمالات اپنی جگہ مگر اگر ان باتوں کو خود فتنے کا موجب بنا دیا جائے تو اس سے بھی بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ یہاں ایسی باتیں چلتی ہیں اس لئے جو منتخب عہدیداران ہیں وہ تقویٰ سے گرے ہوئے ہیں اس لئے ہم ان سے تعاون نہیں کریں گے تو یہ پھر فتنہ نہیں بلکہ شیطانی ہے۔ جس شیطانی کو روکنے کے لئے ہم فتنوں کے رستے روکتے ہیں یہ وہی شیطانی ہے یعنی بالآخر نظام جماعت سے انسان باغی ہو جائے۔ پس نیکی کے نام پر بدی پھیلانے والی بات ہے۔ یہ وضاحت بہت ضروری ہے کہ جن ملکوں میں انتخابات ہونے ہیں یا مجلس شوریٰ ہو رہی ہے وہاں اس پہلو سے ابھی بہت زیادہ نگرانی اور بار بار نصیحت کی ضرورت ہے۔ اول تو یہ بہت اہم بات ہے کہ اپنے ووٹ دیتے وقت قرآن کریم کی اس نصیحت کو پیش نظر رکھیں کہ ایہ امانت ہے اور امانت کو اس کے حقدار کو دیا کرو اس کے سوا اور کوئی شرط نہیں ہے جو قرآن کریم نے اسلامی ڈیماکریسی کی تصویر کھینچتے ہوئے بیان فرمائی ہے۔ جب بھی تم ووٹ ڈالو تو اس کو ووٹ دو جو تقویٰ کے لحاظ سے حق دار ہو اور غیر حق دار کو ووٹ نہیں دینا۔ اس مضمون پر مختلف پہلوؤں سے قرآن کریم کی آیات روشنی ڈالتی ہیں اور یہ واضح کر دیتی ہیں کہ مومن وہ ہے جو قریب ترین رشتے داریوں کا بھی لحاظ نہیں کرتا جب خدا کی خاطر اسے بات کہنی ہو۔ چنانچہ شہادت کے ضمن میں فرماتا ہے کہ شہادت کے وقت تو مومن کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ رشتے داروں کی رعایت تو درکنار خود اپنے خلاف گواہی دینے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اپنی ذات پر اپنے قریب ترین لوگوں کے خلاف گواہی دینے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ وہ تقویٰ کا معیار ہے جو اسلام قائم کرتا ہے اور اس معیار کی رو سے جب بھی انتخابات ہوں وہاں اگر باپ کو بھی ایک بچہ اہل نہیں سمجھتا تو اس کا فرض ہے کہ باپ کے خلاف اپنا ووٹ ڈالے اور کسی کا حق نہیں ہے کہ اپنے کسی رشتہ دار یا دوست کو بعد میں اس بات کا طعنہ دے کہ فلاں وقت تم نے میرے حق میں ووٹ نہیں دیا۔

اگر شوریٰ کے نظام کو ہم بڑی احتیاط کے ساتھ جاری کر دیں، اس میں جتنے بھی تقویٰ سے ہٹے ہوئے رجحانات داخل ہونے کا امکان ہے ان رجحانات کے رستے بند کر دیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت بہت تیزی سے ترقی کرے گی

یہ جو بات میں کہہ رہا ہوں اس کی ایک جگہ سے مجھے اطلاع ملی کچھ دن ہوئے اور اسی وجہ سے میری توجہ اس طرف پھری کہ ووٹ انتخاب کے بعد جو ایک شخص ہار گیا اس کو پتہ چلا کہ اس کے قریبی رشتے داروں نے اس کے خلاف ووٹ ڈالے تھے تو ان کے گھر گیا۔ وہاں بڑا اس نے شکوے شکایتیں کیں کہ تم لوگ کیا چیز ہو میرے عزیز رشتے دار ہو کے تم لوگ ہی مجھے لے ڈوبے حالانکہ یہ ان کو لے ڈوبنے والا تھا وہ بچ گئے ہیں اللہ کے فضل سے۔ الٹا قصہ ہے۔ تو جہاں بھی انتخابات میں تعلقات، رشتے داریاں وغیرہ اثر انداز ہوں گی وہاں نظام جماعت کی زندگی پر حملہ ہو گا۔ اسی حد تک نظام جماعت بیمار ہو گا اور بیمار صحت مند وجود میں بڑا فرق ہوا کرتا ہے۔ نچلی سطح پر آپ اپنی صحت درست کر لیں تو جماعت کی جو اجتماعی طاقت ہے اس میں غیر معمولی اضافہ ہو جائے گا اور یہ کوئی فرضی باتیں نہیں ہیں، عین حقیقت کی باتیں ہیں، سو فیصد درست ہیں۔ ہر قطرہ احمدیت کا جو یہ سمندر بنا رہا ہے وہ قطرہ صالح ہونا چاہئے اگر وہ صالح ہو جائے تو سمندر صالح رہے گا۔ اگر اس میں آمیزش آجائے گی تو اسی حد تک سمندر کا پانی غیر صحت مند ہوتا چلا جائے گا۔

پس انتخابات کے وقت جو عہدیداران کے ہوں یا مجلس شوریٰ کے ہوں اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ کسی قسم کی کوئی رعایت، کوئی تعلقات کا واسطہ انتخابات پر اثر انداز نہ ہو۔ اور کیا ہو؟ اس کے متعلق قرآن فرماتا ہے "ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" کہ تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ تو سب سے زیادہ متقی کو آگے لانا ہے اور اس میں یہ بحث نہیں آئے گی کہ چالاک کون ہے یا دنیا کے لحاظ سے کون اہلیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اکثر لوگ یہ بات نہیں سمجھتے کہ دنیا کی چالاکیوں سے عاری شخص جو متقی ہو اس کے کام میں ہمیشہ زیادہ برکت ہوتی ہے بہ نسبت ایک تقویٰ سے عاری چالاک شخص کے۔ تقویٰ سے عاری چالاک شخص کے ہاتھ میں تو کچھ بھی محفوظ نہیں ہے۔ نہ نظام جماعت کی قدریں محفوظ ہیں، نہ جماعت کے اموال محفوظ ہیں اور وہ فتنوں کا موجب بن جاتا ہے اور بن سکتا ہے لیکن ایک سادہ انسان ہو بظاہر، متقی ہو خدا کا خوف رکھتا ہو اس کے ہاتھ میں کچھ بھی غیر محفوظ نہیں ہے۔

ساری جماعت کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی بعض کام کسی کے سپرد کئے گئے ہیں جو تقویٰ رکھنے والے تھے خواہ وہ علم کے لحاظ سے ادنیٰ حیثیت رکھتے تھے ان کے کاموں میں برکت پڑی ہے۔ اور چالاک علماء کے ہاتھ کچھ بھی نہ آیا بلکہ وہ ہمیشہ نقصان کا موجب ہی بنے رہے ہیں۔ ایک تو یہ خیال دل سے نکال دیں کہ چالاکیاں کام آسکتی ہیں اس لئے آپ کو چالاک آدمی کو چننا چاہئے۔ جتنا چالاک ہو، تقویٰ سے عاری ہو اتنا ہی خطرناک ہے۔ اس کو نظام کے قریب تک نہ پھٹکنے دیں۔ دوسری بات یہ یاد رکھیں کہ یہ آپ کا غلط اندازہ ہے کہ تقویٰ اور بیوقوفی اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ تقویٰ اور بے وقوفی اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے۔ وہ بے وقوف ہے جو تقویٰ سے عاری ہوتا ہے۔ اگر ہوشیار ہوتا اور عقل والا ہوتا تو ناممکن تھا کہ تقویٰ کے بغیر زندگی بسر کرتا۔

اول تو سفر کا آغاز ہی عقل سے شروع ہوتا ہے جو اولوالالباب لوگ ہیں وہی ہیں جو خدا کا مقام اور مرتبہ پہچانتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور اس کا خوف رکھتے ہیں اور اگر وہ عقل والے نہ ہوتے تو تقویٰ کو اختیار کیوں کرتے۔ پس محض مجہول سی حیثیت رکھنا یہ تقویٰ کی نشانی نہیں ہے۔ تقویٰ کے نتیجے میں ایک روشنی پیدا ہوتی ہے، ایک فراست پیدا ہوتی ہے، باتوں میں ایک گہرائی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس تقویٰ کی پہچان اس پہلو سے اگرچہ مشکل ہے لیکن روزمرہ کے تجربے میں آنے والے لوگوں کو سمجھنے کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ ایک ایسا شخص جس کے ساتھ واسطہ پڑتا ہو اور پتہ ہو کہ جب بولے گا سچ بولے گا اس کو آپ تقویٰ سے خالی نہیں کہہ سکتے۔ ایک ایسا شخص جس کے پاس جب آپ امانت رکھوا دیں تو پتہ ہے کہ وہ امانت میں خیانت نہیں کرے گا۔ ایک ایسا شخص جس کے متعلق آپ جانتے ہیں کہ اسے اپنی بڑائی کی کوئی بھی خواہش نہیں اور اس میں انکسار پایا جاتا ہے، کسی قسم کا کوئی تکبر نہیں ہے۔ ایک ایسا شخص جو نظام جماعت کے سامنے ہمیشہ سر تسلیم خم کرتا ہے اور کسی جنبہ داری میں، کسی تفرقہ بازی میں کوئی حصہ نہیں لیتا، اس کو کوئی دلچسپی نہیں ہے، یہ تقویٰ کی ظاہری علامتیں ہیں۔ اور جہاں تک انسان کا تعلق ہے وہ ظاہری علامتوں ہی سے ایک انسان کا تقویٰ پہچان سکتا ہے حقیقت تقویٰ کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں اور عالم الغیب والشہادہ کا ایک یہ بھی مضمون ہے۔

آج میں نے اس آیت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں اپنے خطبے کے لئے موضوع بنایا تھا مگر اب چونکہ مضمون دوسرا شروع ہو چکا ہے اس لئے وہ انشاء اللہ آئندہ خطبے میں بات کروں گا۔ مگر یہاں یہ یاد رکھیں کہ اس مضمون کا تعلق کسی کے تقویٰ کی پہچان سے بھی ہے۔ عالم الغیب والشہادہ کا مطلب یہ ہے کہ تم بسا اوقات ایک شخص کو نیک سمجھ رہے ہوتے ہو مگر وہ خدا کی نظر میں نیک نہیں ہوتا۔ تم بظاہر ایک شخص کو بد سمجھ رہے ہوتے ہو مگر وہ خدا کی نظر میں بد نہیں ہوتا۔ غیب کا علم بھی وہی رکھتا ہے اور جو تمہیں دکھائی دیتا ہے اس میں تمہارے دیکھنے کا بھی کوئی اعتبار نہیں تو تم نہ غیب کا علم رکھتے ہو نہ ظاہر کا علم رکھتے ہو۔ اس آیت کی روشنی میں پھر لوگ کہہ سکتے ہیں کہ پھر ہمارے معیار کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ جس معیار پر ہم قائم ہیں اس معیار کے پیش نظر جو فیصلے کریں گے ان کی صحت کی کیا ضمانت ہے۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں تک عمومیت کا تعلق ہے عموماً مومنوں کے فیصلے اللہ کے فیصلے کے مطابق ہوتے ہیں اور متقیوں کے فیصلے خدا کے فیصلے کے مطابق ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا انفرادی فتویٰ ہر شخص کے متعلق تو نہیں چل سکتا کہ جس کو کوئی نیک آدمی کہہ دے یہ ضرور متقی ہے، وہ ضرور متقی نکلے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر عمومی طور پر تقویٰ ایک روشنی بخشتا ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی فراست سے ڈرنا "فانہ یریٰ بنور اللہ" وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اب یہاں اللہ کے نور سے دیکھنے کا کیا مطلب ہے۔ اصل مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنا تو دیکھنے کا نور کچھ رکھا ہی نہیں۔ جو خدا کی طرف سے اس کو بصیرت ملی ہے، جو خدا تعالیٰ کی محبت کے تقاضے ہیں ان سے وہ جانچتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا نور ہے ہی وہی جو اللہ کا نور ہے۔ اس میں اس نے دو چیزیں ملا نہیں دیں۔ اپنی ذات کے نور کو الگ قائم نہیں رکھا بلکہ کلیۃ خدا کے نور کے تابع کر دیا ہے۔

اگر اس پہلو سے کوئی شخص خدا کی نظر سے دیکھنے کا عادی بن جائے تو کہا جائے گا کہ یہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور اس کا فیصلہ درست ہوتا ہے لیکن بالعموم۔ کیونکہ وہاں پھر اس آیت کی عمل پیرائی ہو گی کہ اللہ ہی ہے جو شہادہ کو بھی جانتا ہے اور غیب کو بھی جانتا ہے۔ اس لئے ایسے شخص کا یہ دعویٰ کرنا تو غلط ہے کہ میں اللہ کے نور سے دیکھتا ہوں اس لئے جس کے متعلق میں بات کروں اس کو مان جاؤ۔ جو یہ بات کرے گا وہ ایک بات تو ثابت کر دے گا کہ وہ اللہ کے نور سے نہیں دیکھتا۔ کیونکہ اللہ کے نور سے دیکھتا تو بندے کے متعلق یہ دعویٰ نہ کرتا اور اپنی ذات کے متعلق یہ دعویٰ نہ کرتا کیونکہ دعوے کا جہاں تک تعلق ہے قرآن کریم فرماتا ہے "لاتزکوا انفسکم" تم اپنے آپ کو بھی پاک نہ کہا کرو، اپنی ذات کو بھی پاک نہ ٹھہرایا کرو "ھو اعلم بمن اتقیٰ" ایک ہی ہے وہ جو جانتا ہے کہ کون متقی ہے۔

پس بہت ہی باریک مضمون ہے الجھا ہوا دکھائی دیتا ہے مگر حقیقت میں الجھا ہوا نہیں۔ اس کو میں کھول کر جب آپ کے سامنے رکھتا ہوں تو آپ کو یہی محسوس ہوتا ہے ہمیشہ کہ ہاں یہی بات ہمارے دل میں بھی ہونی چاہئے تھی۔ یا تھی اور بات واضح ہو جاتی ہے۔ تو اول تو یہ بات یاد رکھیں کہ آپ اگر خود متقی ہوں تو آپ کا فیصلہ غلط بھی ہو گا تو اللہ اس کو ٹھیک کر دے گا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ آپ نے اپنی ذات میں تقویٰ سے فیصلہ کیا ہو۔ اس لئے آپ کو یہ ضمانت تو نہیں ہے کہ آپ کا ہر فیصلہ درست ہو گا ہرگز نہیں ہے۔ کئی آدمی متقی بھی ہوتے ہیں لیکن ذہنی فرق اپنی جگہ ہیں۔ متقی بھی ہوتے ہیں بھولے بھی ہوتے ہیں۔ کئی آدمی متقی بھی ہوتے ہیں اور صاحب فراست بھی ہوتے ہیں تو ان کا اپنا ذاتی معیار تقویٰ کے نور

Coming Soon
A Book by Anwar Ahmad Kahlon
Entitled
Mohammad Zafrulla Khan
My Mentor

سے چمک اٹھتا ہے مگر اتنا ہی چمکتا ہے جتنا ان کا معیار ہے، اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو سارے دوسرے عالم پر فوقیت ملی، انبیاء پہ بھی فوقیت ملی اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ آپ کا ذاتی نور اپنی ذات میں ہی اتنا روشن تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آسمان سے شعلہ نور اس پر نہ بھی اترتا تب بھی وہ بھڑک اٹھنے کی لئے تیار تھا۔ تو ہر شخص کی اپنی فراست کا ایک مقام ہے اللہ کا نور اس مقام کو روشن کر دیتا ہے اگر کسی آنکھ کی بینائی کم ہو تو اس کو بھی تو سورج کا نور ہی روشن کرتا ہے۔ اگر کسی کی آنکھ کی بینائی زیادہ ہو تو اس کو بھی تو سورج کا نور ہی روشن کرتا ہے لیکن فرق ہے ایک روشن بینائی والا انسان اس نور سے وہ فائدہ اٹھاتا ہے جو ایک کم بینائی والا انسان اٹھا ہی نہیں سکتا۔ تو اس لئے یہ کہہ دینا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہؐ نے یہ فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ ہر متقی خدا کے نور سے دیکھتا ہے اس لئے ان کی رائے میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا اور ہر متقی کا یہ دعویٰ ہو گا کہ میری رائے درست ہے، یہ ساری باتیں ناسمجھی کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر آپ گہرائی میں اتر کے معاملات کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں، قرآن کی روشنی میں سارا مسئلہ سمجھنے کی کوشش کریں تو کوئی بھی ابہام باقی نہیں رہتا۔ پس آپ نے فیصلہ تقویٰ سے کرنا ہے یہ ہے بے بنیاد۔ اور چونکہ آپ عالم الغیب اور عالم الشہادہ نہیں ہیں اگر تقویٰ میں رہتے ہوئے غلطی ہوتی ہے تو اس کی سزا خدا آپ کو نہیں دے گا۔ ایک شخص بے چارہ نظر کی کمزوری کی وجہ سے ٹھوکر کھاتا ہے اور کہیں گر جاتا ہے تو نقصان تو اس کو ہوتا ہے مگر سزا نہیں ملتی۔ ایک شخص اگر جان کے بالارادہ کسی گڑھے کی طرف جاتا ہے اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی لے بیٹھتا ہے تو پھر اس کو سزا بھی ملے گی، نقصان تو پہنچے گا لیکن سزا بھی ملے گی۔ تو سزا اور طبعی نقصان دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ پس ایسا شخص جو زیادہ بصیرت نہ رکھتا ہو وہ متقی بھی ہو تو بعض دفعہ غلطی سے غلط فیصلے کر سکتا ہے مگر خدا کی طرف سے اس پر پکڑ نہیں آئے گی۔ اور من حیث الجماعت جن کی تربیت اللہ نے اپنے ایک مرسل اور مہدی کے ذریعے کی ہو۔ بحیثیت جماعت ان کی اکثریت خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تقویٰ پر قائم رہتی ہے۔ اور یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ تقویٰ پر قائم رہے گی اور یہی وجہ ہے کہ ان کے انتخاب کو خدا کا انتخاب کہا جاتا ہے۔ اگر یہ توقع درست نہ ہو تو وہ نتیجہ بھی غلط ہو جائے گا جو ہم نکالتے ہیں کہ چونکہ متقیوں کی جماعت اپنا خلیفہ چنتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ طرف سے اس انتخاب پر صاد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں ان کا نور اور خدا کا نور ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ وہی نور جو خدا کا نور ہے اس نے جو فیصلہ کرنا تھا وہی فیصلہ متقی اس لئے کرتے ہیں کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتے ہیں۔ تو جماعت کی حیثیت سے اس بات کی ضمانت ہے اور انشاء اللہ اگر ہم ہمیشہ نگران رہیں، کوشش کرتے رہیں، دعائیں کرتے رہیں تو بہت لمبے عرصے تک جو ہزار سال سے بھی بڑھ سکتا ہے جماعت انشاء اللہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے صحیح فیصلے کیا کرے گی مگر نگرانی کی ضرورت ہے اور مجلس شوریٰ اس میں سب سے اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اپنے ووٹ دیتے وقت قرآن کریم کی اس نصیحت کو پیش نظر رکھیں کہ یہ امانت ہے اور امانت کو اس کے حقدار کو دیا کرو۔ اس کے سوا اور کوئی شرط نہیں ہے جو قرآن کریم نے اسلامی ڈیماکریسی کی تصویر کھینچتے ہوئے بیان فرمائی ہے۔ جب بھی تم ووٹ ڈالو تو اس کو ووٹ دو جو تقویٰ کی لحاظ سے حقدار ہو

اگر مجلس شوریٰ کے انتخاب کے وقت پوری محنت کے ساتھ اور کوشش کے ساتھ سوچ کر، فکر کر کے انسان یعنی ہر فرد یہ کوشش کرے کہ اپنے میں سے وہ چنے جس کو وہ سمجھتا ہے کہ اللہ کے قریب تر ہے، جس کے متعلق اس کا اندازہ ہے۔ اب اگر یہ نیکی سے اندازہ لگاتا ہے، سچائی سے اندازہ لگاتا ہے تو بقیہ کی ضمانت اللہ اس طرح بھی دیتا ہے اس کے فیصلے کی غلطی کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ اس کا ووٹ تو ہو گا اس پہ اس کو سزا نہیں ملے گی مگر اکثر کے دل خدا اس طرح مائل فرما دیتا ہے کہ ایک آدمی کی سادگی کی غلطی جماعت کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یہ ایک قطعی بات ہے اس میں کوئی بھی شک کی گنجائش نہیں۔ ساری سو سالہ جماعت کی تاریخ بلکہ اس سے پہلے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے سے تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ متقیوں کے فیصلے میں اگر غلطی بھی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ ان کے فیصلوں کی اصلاح فرما دی اور من حیث الجماعت جماعت کو ان کا نقصان نہیں پہنچنے دیا۔

پس مجلس شوریٰ جہاں بھی منعقد ہو رہی ہو یا آئندہ ہو اس کے انتخاب سے بات شروع ہوتی ہے۔ وہاں سب سے زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے تقویٰ کی۔ اور اگر جماعت کے علم میں ایسے لوگ ہوں جن کا ماضی اس پہلو سے داغ دار ہو تو امیر جماعت کا فرض ہے کہ وہ انتخاب کی کاروائی کی رپورٹ بھیجتے وقت دیانت داری سے بتائے کہ میرے نزدیک فلاں شخص جو منتخب ہوا ہے اس میں یہ عادت ہے۔ اس طرح وہ پارٹیوں میں شامل ہوتا ہے۔ اس طرح اب تک اس نے بعض دفعہ ایسی حرکات کی ہیں جس سے جماعت کے وقار کو نقصان پہنچا ہے۔ اگر امیر یہ لکھے تو پھر اس کا نام منظور نہیں ہو گا۔ لیکن بعض دفعہ امراء یا دوسرے عہدیداران سمجھتے ہیں کہ ہمیں کیا ضرورت ہے برا بننے کی۔ جہاں یہ کہا وہاں آپ تقویٰ سے گر گئے اور تقویٰ سے گرے تو ان کو اس عہدے سے بھی گرنا چاہئے تھا جو متقیوں کے لئے ہے۔ مگر وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی فرق نہیں پڑتا عہدہ اپنی جگہ اور یہ ہوشیاری ہماری اپنی جگہ کہ ایسی بات نہ کریں کہ خواہ مخواہ آ بیل مجھے مار، لوگوں کو اپنے دشمن بنائیں۔

پس تقویٰ کا اس سلسلے میں دوسرا تقاضا یہ ہے کہ اگر غلط آدمی منتخب ہو رہا ہو تو دیانتداری کے ساتھ قطع نظر اس کے کہ کوئی دوست بنتا ہے یا دشمن بنتا ہے، اس وقت صورتحال نظام جماعت کی معرفت اوپر پہنچائی جائے۔ اس کا ایک برعکس بھی ہے جو اکثر چلتا ہے۔ یہ بات تو نہیں ہوتی جو ہونی چاہئے۔ جو نہیں ہونی چاہئے وہ دکھائی دیتی ہے کہ بعض لوگوں کی پسند کا آدمی نہیں آتا تو وہ عہدیدار نہ بھی ہوں ان کا یہ کام ہی نہیں ہے کہ اس قسم کی رپورٹیں کریں مگر وہ ضرور اپنا بغض نکالتے ہیں۔ لمبی لمبی چٹھیاں لکھ دیتے ہیں۔ بعض دفعہ چودہ چودہ صفحے کے خط آتے ہیں کہ یہ شخص جو انتخاب ہوا ہے ہم آپ کو متنبہ کر رہے ہیں بڑا خبیث آدمی ہے، اس قسم کا آدمی ہے، اس طرح یہ جھگڑالو، اس طرح اس نے شرارتیں کیں اور حال یہ ہے کہ بعض پندرہ پندرہ سال پرانے واقعات بھی لکھتا ہے وہ۔ یعنی واقعتہً ایسے پرانے واقعات بھی ادھیڑ ادھیڑ کر نکالے گئے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ تمہارا تقویٰ اس وقت کیا کر رہا تھا جب پہلی دفعہ اس کی برائی سامنے آئی تم کیوں سوئے ہوئے تھے۔ اگر تم نے اس وقت نظام جماعت کی معرفت اپنا حق ادا نہیں کیا تو آج تمہارا کوئی حق نہیں ہے کہ اپنی زبان کھولو۔ اس لئے کہ اب تمہارے ساتھ براہ راست اس کا مفاد ٹکرایا ہے۔ تمہیں خطرہ ہے کہ ایسی جماعت میں اگر یہ اوپر آیا تو پھر میرے جو روزمرہ کے معاملات ہیں ان میں منفی اثر پڑ سکتا ہے اس لئے تمہیں پرانی باتیں یاد آ گئی ہیں۔ اس لئے یہ بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ پرانی باتیں اگر کسی شخص میں ایسی ہوں جس کا نظام جماعت کے سامنے آنا ضروری ہو تو جس وقت وہ ہوں اس وقت آنی چاہئیں۔ بعض دفعہ جرمنی ہی کی بات ہے ایک دو سال پہلے کی بات ہے کہ جب اختلاف ہوا ایک عہدے دار سے تو مجھے چٹھیاں آئیں کہ یہ عہدیدار، یہ تو اس قسم کا آدمی ہے اور اس قسم کا آدمی ہے اور ایسے ایسے خوفناک الزام تھے کہ اگر شریعت اسلامیہ نافذ ہوتی تو اس کو اسی (۸۰) کوڑے ضرور پڑتے۔ اور تقویٰ کا یہ حال کہ اب خیال آیا ہے کہ یہ عہدیدار بن رہا ہے اور پرانی ساری داستان کہتا ہے میری آنکھوں کے سامنے گزری ہے اور اس وقت کان کے اوپر جوں تک نہیں رینگی۔

جب میں کہتا ہوں اطلاع دو تو میں اس قسم کی ذلیل جاسوسیوں کی تحریک آپ کو نہیں کر رہا۔ یہ باتیں تو آپ کرتے ہیں جن کو میں دبانے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہ تو تکلیف دہ باتیں کئی دفعہ سامنے آتی ہیں میں سمجھاتا ہوں کہ یہ کوئی طریق نہیں ہے خدا کا خوف کرو اور اپنی بدنیتوں کو نظام جماعت کے نام پر استعمال نہ کرو۔ لیکن وہ متقی لوگ جن کا بعض لوگوں سے نہ دوستی کا تعلق، نہ دشمنی کا تعلق، وہ ذمہ دار بنائے گئے ہیں کہ بعض اہم اطلاعیں خاص آدمیوں سے تعلق رکھنے والی جب ان کے سامنے آئیں تو میرے سامنے پیش کریں۔ تو بسا اوقات امیر کو ایک آدمی کے عام حالات کا پتہ ہی نہیں ہوتا مگر جب وہ عہدیدار منتخب ہوتا ہے تو اس کے متعلق بصیغہ راز بعض اطلاعیں ملتی ہیں۔ اس وقت اس کا فرض ہے کہ ان اطلاعوں کو آگے پہنچائے تاکہ ابتدائی پہلو سے جس حد تک چھان بین ممکن ہے ہم چھان بین کے بعد ان لوگوں کو اوپر آنے دیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مومنوں کی نظر میں، دل کی سچائی کے ساتھ ان کی نظر میں، وہ اچھے پاک لوگ ہیں۔ ایسے لوگ جب مجلس شوریٰ میں پہنچ جاتے ہیں تو پھر آگے ان پر ابتلاء کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ وہاں جو وہ باتیں کرتے ہیں بسا اوقات نیک لوگ بھی جب بحث میں پڑ جائیں تو اختلاف میں اپنے آپ کو غالب کرنے کے لئے ان کی سوچیں ٹیڑھی ہونے لگ جاتی ہیں۔ اس وقت یہ پیش نظر نہیں رہتا کہ جماعت کا مفاد اس میں ہے۔ اس وقت یہ پیش نظر ہوتا ہے کہ میری بات مانی جائے اور میں جیت جاؤں اور اس کے بعد اگر وہ جیت جائیں تو ان کی خوشی، ان کا اطمینان، ان کے چہرے کی مسکراہٹیں، ان کے عدم تقویٰ پر گواہ بن جاتی ہیں۔ اور اس کے برعکس بعض ایسے لوگ ہیں جو جیتتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں، دل شرمندہ ہوتے ہیں کہ ایک شخص کے مؤقف کے خلاف مجھے اتنی محنت کرنی پڑی لیکن چونکہ محض للہ تھی اس لئے اس کی کامیابی پر دل کا اطمینان وہ فخر کی مسکراہٹیں نہیں بن سکتا۔ ہمیشہ انکسار میں رہتا ہے

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS, CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

اور ایک قسم کی شرمندگی رہتی ہے۔ مگر جب بھی ایسا موقعہ آئے گا وہ پھر ضرور وہ بات کریں گے۔ اور بسا اوقات ایسے لوگوں کو بعض دفعہ اس کا یہ نقصان پہنچتا ہے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں انہوں نے ہمارے خلاف باتیں کی تھیں تو اپنے تعلقات بھی کم کر لیتے ہیں۔ لیکن جب وہ تعلقات کم کرتے ہیں تو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ وہ ایک متقی سے جب تعلق کم کرتے ہیں تو خدا سے تعلق کم کرتے ہیں۔ اس متقی وجود کی ذاتی حیثیت، کنہہ کو سمجھیں۔ جو شخص دل کے تقویٰ کے ساتھ، اللہ کی خاطر سچی بات بیان کرتا ہے جانتا ہے کہ اس کے نتیجے میں وہ دوست جو دوسرا موقف پیش کر رہا ہے اس کے دل پر برا اثر پڑے گا، جانتا ہے کہ ہو سکتا ہے ہمارے تعلقات پر برا اثر پڑے۔ اگر اس کی سچائی کی سزا میں ان کے دوست اس سے بدظن ہوتے ہیں، پیچھے ہٹتے ہیں تو یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقت میں وہ خدا سے بدظن ہوتے ہیں، خدا سے پیچھے ہٹتے ہیں کیوں کہ اللہ ایسے لوگوں کی حفاظت فرماتا ہے جو اس کی خاطر سچائی پر قائم رہتے ہیں ان کو کبھی نقصان نہیں پہنچنے دیتا اور ہمیشہ ان کی حفاظت فرماتا ہے۔

انتخابات کے وقت جو عہدیداران کے ہوں یا مجلس شوریٰ کے ہوں اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ کسی قسم کی کوئی رعایت، کوئی تعلقات کا واسطہ انتخابات پر اثر انداز نہ ہو

دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب مناظرہ ہوا، سب سے پہلا مناظرہ محمد حسین بٹالوی صاحب کے ساتھ تو کتنا بڑا ایک مجمع تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اہل سنت کا نمائندہ بنا کر وہ اہل حدیث مولوی محمد حسین بٹالوی کے خلاف مناظرے کے لئے لے کے گیا اور ان کو یقین تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی فراست ہے، ایسا علم ہے۔ اس وقت تک کافی شہرہ ہو چکا تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی کوئی حیثیت ہی نہیں اس کے مقابل پر۔ وہاں جا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو سوال فرمایا کہ آپ بتائیں قرآن اور حدیث کا آپس میں کیا رشتہ ہے۔ تو جو جواب دیا مولوی محمد حسین بٹالوی نے وہ بالکل وہی تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ تھا جو ہونا چاہئے تھا۔ آپ نے فرمایا آپ ٹھیک کہتے ہیں اور بات ختم ہو گئی۔ اس پر اتنا شور پڑا، وہ لوگ جو حمایتی بن کے آئے تھے وہ حیران رہ گئے کہ انہوں نے تو ہمیں ذلیل اور رسوا کر دیا۔ یہ ہار گئے اور مولوی محمد حسین بٹالوی جیت گیا۔ مگر اللہ کو یہ بات اتنی پسند آئی کہ وہ جو الہام ہے کہ "میں تجھے برکت پر برکت دونگا" وہ اس موقع سے تعلق رکھتا ہے۔ "یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

پس اللہ تعالیٰ اپنی حمایت میں بولنے والے، اپنی حمایت میں شرمندگی قبول کرنے والے کو کبھی خالی نہیں چھوڑتا۔ اور جو شخص اس وجہ سے دشمنی کرے کہ اس نے خدا کی خاطر اس کو ناراض کرنے کی جرات کی ہے وہ خدا کو اپنا دشمن بنا لیتا ہے۔ پس نظام جماعت میں مجلس شوریٰ کے اندر جب باتیں ہوں تو ہرگز کسی اختلاف کا برا نہیں منانا۔ اور نہ آپ کی بات کا دوسرا برا منائے نہ آپ اس کی بات کا برا منائیں۔ اور برا منانے کا جہاں تک تعلق ہے بسا اوقات انسان پکڑ نہیں سکتا مگر طرز کلام سے ظاہر بھی ہو جاتا ہے۔ جب آپ باتیں کرتے ہیں تو باتوں میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ نام لیتے وقت ادب کے تقاضے چھوڑ دیتے ہیں اور جوش جو ہے وہ ابلنے لگتا ہے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ اب آپ اس دماغی حالت میں نہیں ہیں کہ جہاں اطمینان سے فیصلے کر سکیں اور مجلس شوریٰ کا مقصد ہی ختم ہو گیا وہاں سے۔

اس لئے جب آپ بات کریں اختلاف پہ حوصلہ کریں، حوصلے سے برداشت کریں اور للہ اختلاف کی خاطر، اختلاف کو عزت دیں، اختلاف کرنے کی حوصلہ شکنی نہ کریں۔ مگر یہ بات یاد رکھیں کہ اختلاف کے بعد جب فیصلہ ہو جائے تو پھر آپ سب کے دل اس فیصلے پر اکٹھے ہو جانے چاہئیں۔ اس کے بعد اگر کوئی ادنیٰ سی بات بھی آپ کے دل کی اس فیصلے کی حدود سے باہر نکل کر کوئی پراپیگنڈہ کرتی ہے یا لوگوں میں بدظنی پیدا کرتی ہے یا اس فیصلے کی تائید میں جو آپ کا فیصلہ تھا، اس اجتماعی فیصلے کے خلاف باتیں کرتے ہیں جس پر خلیفہ وقت کی طرف سے صاد ہو جاتا ہے تو پھر آپ اس جماعت کا حصہ نہیں رہتے۔ آپ کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ اگرچہ ظاہری طور پر آپ کو جماعت سے خارج کیا جائے یا نہ کیا جائے ایسی صورت میں آپ کا جماعت سے رستہ الگ ہو جاتا ہے۔

تو یاد رکھیں فیصلے تقویٰ سے کریں۔ مشورے جرات سے خدا کی خاطر دیں۔ اپنی زبان پر ادب کے پہرے بٹھائیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہئے جس میں تلخی پائی جائے، جس کے نتیجے میں کسی کی دل آزاری ہو اور نہ اپنی دل آزاری ہونے دیں۔ اگر کوئی آپ کے خلاف دل آزاری کی بات کرتا ہے تو برداشت کریں۔ خدا کی خاطر صبر کریں کیوں کہ اس میں پھر آپ کو اللہ کی طرف سے بہت بڑی جزاء ملے گی۔ اور پھر جو بھی فیصلہ ہو اس پر سر تسلیم خم کریں اور جب مجلس شوریٰ کا فیصلہ ہو تو اسے آخری فیصلہ نہ سمجھیں۔ یہ بھی ایک بہت اہم بات ہے جسے تمام مجالس شوریٰ کے ممبران کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے بلکہ ساری جماعت کو، کہ یہ شوریٰ دنیا کی پارلیمنٹ نہیں ہوتی۔

تقویٰ اور بے وقوفی اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے۔ وہ بیوقوف ہے جو تقویٰ سے عاری ہوتا ہے۔ اگر ہوشیار ہوتا اور عقل والا ہوتا تو ناممکن تھا کہ تقویٰ کے بغیر زندگی بسر کرتا

مجلس شوریٰ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ "شاورھم فی الامر" کہ تو ان سے مشورہ مانگ۔ اس لئے اگر محمدؐ رسول اللہ اس حکم کے تابع ہیں تو کون ہو سکتا ہے جو محمدؐ رسول اللہ کا غلام ہو اور اس حکم کے تابع نہ ہو۔ اس لئے خلیفہ وقت پر لازم ہے کہ تمام اہم امور میں جن کو مشورے کا اہل سمجھے ان سے فیصلہ کرنے سے پہلے مشورہ کر لیا کرے۔ یہ نظام تو جیسے گزشتہ مجلس شوریٰ پاکستان کے موقع پر میں پہلے سمجھا چکا ہوں۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب مجلس شوریٰ فیصلے کرتی ہے تو یہ ان کی حیثیت ہوتی ہے خلیفہ وقت کو وہ فیصلہ بطور مشورہ بھیجا جاتا ہے۔ ایک فیصلہ ہے مقامی طور پر، مقامی طور پر وہ فیصلہ ہو چکا اس فیصلے کے خلاف کسی کو کچھ کہنے کا وہاں حق نہیں ہے اور سر تسلیم خم کر دینا چاہئے۔ ایک امکان موجود ہے کہ مجلس شوریٰ کا کوئی ممبر یہ سمجھتا ہے کہ اختلاف کی وجہ اتنی اہم ہے کہ جماعت کے گہرے مفادات سے تعلق رکھتی ہے تو مجلس شوریٰ کے صدر سے درخواست کر کے اپنا یہ حق محفوظ کروا سکتا ہے کہ میں خلیفۃ المسیح کی خدمت میں یہ اختلافی وجہ لکھوں گا اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ صدر مجلس کو سوائے اس کے کہ صدر کا فیصلہ یہ ہو کہ یہ انسان اس لائق نہیں ہے، کسی وجہ سے وہ اس کو اجازت نہ دے تو پھر اس کو یہ کام نہیں کرنا چاہئے مگر صدر کا فرض ہوگا کہ جس کو اجازت نہ دے اس کے متعلق خلیفہ وقت کو مطلع کرے یہ واقعہ ہوا تھا اور میں نے اجازت نہیں دی تاکہ خلیفہ وقت کا جو بالا حق ہے وہ محفوظ رہے۔ اگر وہ سمجھے کہ ہو سکتا ہے صدر کا فیصلہ غلط ہو تو خود کہہ کر اس سے اختلافی نوٹ منگوا سکتا ہے۔ تو بہت ہی کامل نظام ہے یہ۔ ایسا نظام نہیں ہے جو اتفاقاً پیدا ہوا ہے۔ قرآنی تعلیم کے مطابق ایک رخنوں سے پاک نظام ہے جو خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ میں جاری ہے تو جب وہ فیصلہ جو وہاں ہو چکا ہے اور اس پر کوئی اختلافی نوٹ نہیں لکھوایا گیا خلیفہ وقت کی خدمت میں پہنچتا ہے تو فیصلے کے طور پر نہیں، مشورے کے طور پر۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فاذا عزمت فتوکل علی اللہ" اے اللہ کے رسول پھر جب یہ فیصلہ کرے یعنی مشورہ آ گیا اب فیصلہ تو نے کرنا ہے

اب یہ جو انتہائی اہم بات ہے یہ صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال تک نہیں پہنچتی بلکہ آپ کے غلاموں میں اور آپ کی نمائندگی میں نظام جماعت کے منصب پر فائز لوگوں تک بھی یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ وہ بنیادی بات ہے جو گزشتہ خطبے میں جو شوریٰ سے تعلق تھا میں کھول کر بیان کر چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلفاء نے بھی بعینہ یہی مطلب نکالا اور مشورے سننے کے بعد یا قبول کرتے تھے یا رد کرتے تھے اور اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ اکثریت کا مشورہ اس بات کے حق میں ہے اور اقلیت کا اس بات کے حق میں ہے۔ یہاں تک کہ ایک بھی اختلاف نہ ہو تب بھی آپ کے خلفاء نے مشورے رد کئے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی ایسے مشورے رد کر دئے ہیں جس پر صحابہ کا پورا اتفاق تھا مثلاً عمرہ کے لئے جب بیت اللہ کے طواف کے لئے حاضر ہونا تھا تو صلح حدیبیہ کے میدان میں یہ عظیم تاریخی واقعہ ہمارے سامنے آتا ہے کہ تمام صحابہ کی متفقہ رائے کو حضرت محمدؐ رسول اللہ نے رد فرما دیا کیونکہ خدا نے مخلف سمت میں آپ کو عزم عطا کیا تھا، مخالف سمت کا عزم بخشا تھا۔

"فاذا عزمت فتوکل علی اللہ" کا یہ مطلب نہیں کہ جب تو مشورہ قبول کر لے تو پھر توکل کر۔ فرمایا مشورہ کے بعد تو نے فیصلہ کرنا ہے پھر جو فیصلہ کرے اس پر اللہ کا توکل رکھنا کہ اللہ تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور یہی توکل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اختیار کیا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کے بعد ایک لشکر کو بھیجنے کا مسئلہ اٹھا جو بہت دور کے کسی محاذ پر بھیجا جانا تھا۔ تمام صحابہ بلا استثناء اس بات کے حق میں تھے کہ ماحول بگڑ چکا ہے، حالات ناسازگار ہیں، اہل مدینہ کے لئے خطرات ہیں، اس لئے کچھ

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
TV ASIA
MTV AHMADIYYA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

دیر کے لئے اس لشکر کو روک دیا جائے۔ ایک حضرت ابو بکرؓ تھے جو اس بات پر قائم تھے کہ محمدؐ رسول اللہ کا آخری فیصلہ میں کون ہوتا ہوں ابن ابو قحافہ جو اس کو رد کر دے یا اسے ٹال سکے۔ آپ نے فرمایا یہ نہیں ہوگا یہاں تک فرمایا کہ مدینے کی گلیوں میں صحابہ کی اور ان کی عورتوں کی اور بچوں کی اگر کتے لاشیں گھسیٹتے پھریں، یہ خطرہ بھی ہو، تب بھی میں محمدؐ رسول اللہ کے فیصلے کو نہیں بدلوں گا، یہ لشکر جائے گا۔ "فتوکل علی اللہ" توکل کیا اور توکل کا ایسا عظیم الشان نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال دکھائی نہیں دیتی۔ سارا عرب تقریباً کا تقریباً باہر کا وہ عملاً باغی ہو چکا تھا اور کس طرح اس بدامنی کی حالت کو خدا نے خلافت کے ذریعے پھر امن میں تبدیل فرما دیا۔

> جن کی تربیت اللہ نے اپنے ایک مرسل اور مہدی کے ذریعہ کی ہو، بحیثیت جماعت ان کی اکثریت خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تقویٰ پر قائم رہتی ہے اور یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ تقویٰ پر قائم رہے گی اور یہی وجہ ہے کہ ان کے انتخاب کو خدا کا انتخاب کہا جاتا ہے

تو توکل علی اللہ کا مضمون جو ہے یہ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ کوئی یہ نہ کہے کہ مراد صرف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک ہے اور اس کے بعد آپ کا یہ فیض آگے جاری نہیں ہو رہا۔ فیض محمدؐ رسول اللہ ہی کا ہے مگر جو بھی سچے طور پر اس منصب پر فائز ہو، جو محمدؐ رسول اللہ کی نمائندگی کر رہا ہو اس کو بھی ضرور یہ فیض نصیب رہے گا اور ہم نے ماضی میں دیکھا ہے ہمیشہ نصیب رہا ہے۔ تمام پچھلی خلافتوں کے دور کا آپ مطالعہ کر کے دیکھ لیں بلا استثناء جب بھی خلیفہ نے مجموعی رائے یا اکثریت کی رائے کے خلاف فیصلہ دیا ہے اسی فیصلے میں برکت، اسی فیصلے کی اللہ نے حفاظت فرمائی جو فیصلہ اس نے توکل کرتے ہوئے اکثریت کے خلاف دیا۔ تو اس بات پر قائم رہیں۔

ایک افریقہ کا ملک ہے جہاں اس وقت جلسہ ہو رہا ہے وہاں مجلس شوریٰ بھی ہوگی وہاں امیر کا انتخاب بھی ہوگا تو جو نئے آنے والے ہیں اب ضرورت ہے کہ ان کی ٹھوس تربیت اس بات پر ایسی کی جائے کہ ساری دنیا کی جماعتوں کا ایک مزاج ہو جائے۔ کالے اور گورے کا فرق ہی نہ رہے۔ افریقہ امریکہ کی کوئی تمیز باقی نہ رہے۔ مشرق اور مغرب ایک نور پر اکٹھے ہو جائیں یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نور کے اوپر جس کے متعلق قرآن فرماتا ہے "لا شرقية ولا غربية" نہ وہ شرق کا ہے نہ وہ غرب کا ہے۔ وہ سب کا سانجھا نور ہے۔

اس ضمن میں وہاں انتخاب کے متعلق کچھ اور ہدایتیں بھی دینے والی ہیں۔ چندے کا نظام ابھی سب جگہ اس طرح مستحکم نہیں ہوا کہ سو فیصدی شرح کے مطابق دینے والے سب پیدا ہو جائیں۔ لیکن چونکہ میں بہت زور دے رہا ہوں کہ نئے آنے والوں سے خواہ ایک دمڑی بھی وصول کر وان کو نظام میں داخل ضرور کرو اس لئے وہ شامل ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ انتخاب کے لئے یہ شرط ہوتی ہے کہ باشرح چندہ دینے والا ہو جس کا کوئی بقایا نہ ہو۔ اس صورت میں دو قسم کے مسائل ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بعض لوگ شرح کے ساتھ چندہ نہیں بھی دیتے یا دیتے ہی نہیں اور آخر پر دے دیتے ہیں اکٹھا۔ جو آخر پر اکٹھا دیتے ہیں ان کا نام میرے نزدیک انتخاب کے لئے شمار نہیں ہونا چاہئے سوائے اس کے کہ جماعت کی طرف سے یہ تحریک ہو کہ ہم آپ کو سپیشل اجازت دیتے ہیں اب جس نے دینا ہے دے لے۔ بعض حالات میں وہ ضروری ہوتا ہے۔ مگر بالعموم جو یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ادھر انتخاب ہونے والا ہے ادھر سیکرٹری مال کا دفتر کھل گیا ہے اور وہ حساب پرانے کر کے آپ کا پانچ سال کا اتنا بقایا، وہ کہتا ہے نہیں اتنا تھا، وہ حساب پورے کر رہا ہوتا ہے اور اگر چھ مہینے پہلے پر ٹھہر جائے بات تو وہاں تک ادا ہو گیا۔ اگلا پھر ضروری نہیں کہ ادا ہو۔ یہ تقویٰ کے منافی باتیں ہیں۔ ایسے پیسے میں جماعت کو کوڑی کی بھی دلچسپی نہیں ہے۔ اس لئے اب تک جو ہو چکا، ہو چکا، آئندہ ہرگز آپ نے یہ حرکت نہیں کرنی۔

جو تقویٰ کے ساتھ عام چندہ دینے والے ہیں کبھی رہ جاتا ہے ان کا بقایا ادا ہونا اور بات ہے۔ مگر انتخاب کی ممبر شپ کے لئے ظاہر و باہر ایسی حرکتیں ہو رہی ہوں اس سے آنکھیں بند نہیں کی جاسکتیں۔ اگر کوئی جماعت ایسے موقع پر چندے لے کر ان کو ممبر بنائے گی اور میرے علم میں آئے گا تو ان لوگوں کے خلاف کاروائی کی جائے گی جنہوں نے ایسی حرکت کی ہو۔ جہاں تک چندہ شرح سے کم دینے والوں کا تعلق ہے ان کے ساتھ دو قسم کے سلوک ہوتے ہیں، بلکہ تین قسم کے کہنا چاہئے۔

وہ لوگ جنہوں نے میری اس عام رخصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجھے لکھ کر مجھ سے اجازت حاصل کر لی ہو کہ ہمیں پورا چندہ دینے کی توفیق نہیں ہے، ہم اتنا دے سکتے ہیں ان کو ووٹ دینے کا حق ہوگا۔ وہ منتخب ہو سکتے ہیں ووٹ دینے والی کمیٹی میں، خود ووٹ دے سکتے ہیں، امیر کو ووٹ دے سکتے ہیں مگر خود منتخب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جو ادنیٰ معیار چندے کا ہے اس سے گرے ہوئے ہیں، ان کو میں نے یہ رعایت دی ہے۔ رعایت کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ یہ تو کر سکتے ہیں کہ ووٹ دیں لیکن عہدے دار منتخب نہیں ہو سکتے۔ دعا کریں کہ اللہ ان کے حالات درست کرے جب حالات درست ہو جائیں گے تو پھر خدا نے چاہا تو ان کو اس خدمت کی بھی توفیق عطا فرما دے گا۔

دوسرے یہ کہ وہ لوگ جو اس کے باوجود اجازت نہیں لیتے۔ ان کے لئے تو کوئی سوال ہی نہیں ان کا تو ووٹ بھی نہیں بن سکتا خواہ چندہ دیتے بھی ہوں اگر انہوں نے اسے باقاعدہ اجازت کے تابع نہیں کیا تو وہ چندہ نہ دینے والوں میں شمار ہونگے اگر وہ بے قاعدہ ہیں اور کم دینے والے ہیں۔

جو لوگ اجازت نہیں لیتے اور چندہ پورا دیتے ہیں اور تقویٰ کے ساتھ ان کا چندہ ہمیشہ جاری رہتا ہے ایک آدھ مہینے کی یا چند مہینے کی کمزوریاں جن کو قانون اجازت دیتا ہے، ان کو برداشت کرتا ہے، ان کو چھوڑ کر ان کا معاملہ صاف ہے، ان میں سے آدمی منتخب ہو سکتے ہیں اور دعا کر کے انہی میں سے منتخب کریں۔

بعض دفعہ لوگ لکھ دیتے ہیں کہ جی ہم تو پہلے دیا کرتے تھے۔ پچھلے دو سال سے یا تین سال سے یہ مشکل آگئی، ان کو میرا جواب یہ ہے کہ مشکل آئی ہے تو یہ بھی اس مشکل کا نتیجہ ہے کہ آپ اب اس خدمت سے محروم ہو گئے ہیں۔ بیماری ہو تو ہم یہ تو نہیں کہتے کہ آپ جان بوجھ کر بیمار ہوئے تھے مگر آپ بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ دیکھیں میں مجبوراً بیمار ہوا تھا اس لئے مجھے سردرد نہیں ہونی چاہئے، میں مجبوراً بیمار ہوا تھا اس لئے میرا پیٹ نہیں خراب ہونا چاہئے، میری طاقت میں کمی نہیں آنی چاہئے۔ آپ کی مجبوری اپنی جگہ لیکن بیماری کے اثرات کی مجبوری اپنی جگہ۔ تو چندہ نہ دینے کے اثرات اپنی جگہ ہونگے، وہ چلیں گے اسی طرح۔ اس لئے جماعت کی لگام آپ کے سپرد نہیں کی جاسکتی، نظام جماعت کی باگ ڈور آپ کے سپرد نہیں کی جاسکتی۔

پس یہ دیکھیں کہ ان شرائط کے ساتھ اللہ کو حاضر ناظر جان کے اپنے میں سے وہ آدمی منتخب کرنے کی کوشش کریں جو آپ کے نزدیک خدا کا خوف رکھنے والا ہے اور روز مرہ کی زندگی میں اس سے رابطہ رہتا ہے اور آپ کو میں نے جیسا کہ نشان بتائے ہیں ان نشانات کو دیکھ کر کسی کے تقویٰ کا فیصلہ جس حد تک دیانت داری سے آپ کر سکتے ہیں اگر آپ کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تائید میں کھڑا ہوگا اور آپ کے فیصلے کی خامیوں کے ضرر سے جماعت کو محفوظ رکھے گا۔

آئیوری کوسٹ کی بھی ایک خاص حیثیت ہے۔ آپ کو یاد ہوگا میں نے جلسے پر آپ کو یہ رویا سنائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رویا میں دکھایا ہے کہ فرینکوفون ممالک میں بہت تیزی سے جماعت اب پھیلے گی اور وہ جو سابقہ غفلت تھی اس کا ازالہ ہوگا۔ اب آئیوری کوسٹ وہ جماعت ہے جہاں فرینکوفون ممالک میں سب سے زیادہ تیزی سے احمدیت پھیلنی شروع ہوئی ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ اچانک ہو کیا گیا ہے۔ یعنی مربی وہی ہے، کوششیں وہی، لیکن جو دس سال کی محنت سے پھل نہیں ملتا تھا وہ چند ہفتوں کی محنت سے ملنا شروع ہو گیا ہے تو اس لئے آئیوری کوسٹ کے لئے دعا کریں۔ نئے آنے والے جب زیادہ ہوں تو جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دستور تھا کہ خدا تعالیٰ کی نصیحت کے پیش نظر یہ دعا کرتے تھے "سبحانک اللهم ربنا وبحمدک، اللهم اغفرلی" پس اس دعا میں نئے شامل ہونے والوں کو بھی یاد رکھیں، اپنے آپ کو بھی یاد رکھیں، ان جماعتوں کو یاد رکھیں جن پر نئی ذمہ داریاں عائد ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خدا کی خاطر سنبھالے ہوئے سب کاموں کو، اللہ ہی کی طاقت سے بہترین رنگ میں سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC
4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

مکرم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر کا کلام

(پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی)

باون ترپن کے زمانہ میں، جب ہم لوگ ابھی ادب شناسی کی آنکھیں کھول رہے تھے ربوہ میں مکرم مولوی ظفر محمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کی نظموں کا بہت شہرہ تھا۔ مولوی صاحب موصوف احمد نگر میں رہتے تھے۔ اس لئے ان سے روشناسی نہ ہو سکی حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور اباجی اور مولوی صاحب تینوں کلاس فیلو تھے اور ہمارے گھر میں مولوی صاحب کا چرچا بھی رہتا تھا مگر کچھ ایسا حجاب آڑے آتا رہا کہ باوجود ان کی بعض نظموں کو پسند کرنے کے ان سے ملاقات کی جرات نہ ہوئی۔ اور سب سے زیادہ قلق اس بات کا ہے کہ مولوی صاحب کے حین حیات میں ان سے تعارف ہی حاصل نہ ہو سکا۔ اب جب ان کے مجموعہ کلام پر کچھ لکھنے بیٹھا ہوں تو پرانی باتیں یاد آ رہی ہیں اور اپنی کوتاہی پر افسوس ہو رہا ہے کہ اتنے نابغہ وجود سے ملاقات کا شرف کیوں حاصل نہ کیا!

مکرم مولوی ظفر محمد ظفر صاحب ڈیرہ غازی خان کے علاقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد صاحب نے ۱۹۰۳ء میں احمدیت قبول کی - وہ زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتے تھے مگر ذاتی شوق سے عربی فارسی کے علوم کی تحصیل کی۔ یہی ذوق ان کے خلف رشید، مولوی ظفر محمد صاحب کو ورثہ میں ملا۔ آپ عربی، فارسی، اور اردو کے فاضل تھے۔ مدرسہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہو کر سلسلہ کی خدمت میں مستعد رہے۔ ہم نے اپنی ہوش میں انہیں جامعہ احمدیہ کے استاد کی حیثیت سے ہی جانا پہچانا۔

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحبؓ کا رسالہ الفرقان جماعت کا فکری ترجمان سمجھا جاتا تھا۔ مکرم مولوی صاحب کی اکثر نظمیں الفرقان میں شائع ہوتی تھیں۔ الفضل میں بھی ان کی نظمیں احترام سے چھاپی جاتی تھیں۔ یہ بات ہر شخص کے علم میں ہے کہ قادیان سے ہجرت کرنا، بہت بڑا سانحہ تھا۔ تمام بزرگ حتیٰ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی قادیان کے فراق میں آہیں بھرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے بموجب قادیان واپس جانے کی تمنائیں کرتے تھے مگر ان کی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا نہ ہوا اور وہ قادیان میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکے۔ مولوی صاحب کی جس نظم نے بہت شہرہ حاصل کیا وہ ان کی درویشان قادیان والی نظم تھی۔ چھوٹے بڑے یہ نظم گنگناتے پھرتے تھے۔

بہت بڑا ہے تمہارا مقام درویشو!
کرو قبول ہمارا سلام درویشو!

اس کے ساتھ ان کی ایک اور نظم نے بھی قبول عام کی سند حاصل کی:

نہ بھر آہیں فراق قادیاں میں
نہ ہو مصروف یوں آہ و فغاں میں
خدا کے کام بے حکمت نہیں ہیں
ہوا ہے مبتلا تو کس گماں میں

رفتہ رفتہ قادیان کی ہجرت کا کرب، گوارا ہوتا گیا۔ وہ زخم مندمل تو نہ ہوا مگر اس کی کسک کم ہوتی گئی اور اب بھی جماعت احمدیہ قادیان سے محبت میں تو اسی طرح مستحکم ہے مگر اس کے ہجر و فراق میں اس طرح بے قرار نہیں رہی جتنی اس زمانہ میں تھی۔

ربوہ میں نیا مرکز بن گیا۔ پروانے شمع خلافت کے گرد جمع ہوتے رہے۔ ربوہ نے مرجع خلائق ہونے کا شرف حاصل کر لیا۔ اس مرکز سے تبلیغ اسلام کی کوششیں جاری ہو گئیں۔ اس مرکز کے ساتھ بھی مولوی صاحب کی وابستگی اسی طرح پختہ اور مستحکم رہی - ۱۹۷۳ء میں سیلاب آیا۔ آغا شورش کاشمیری نے نظم لکھی:

ربوہ بھی غرق ہوگا کسی وقت بالضرور
تاخیر ہو گئی ہے خدا کے عذاب میں!

اس زور دار نظم کا جواب مولوی ظفر محمد صاحب نے اس سے بھی زیادہ زور دار اور شان دار الفاظ میں لکھا:

آغا ہے آج جانئے کیوں پیچ و تاب میں
دل اس کا بےقرار ہے، جاں اضطراب میں
کوئی یہ اس سے پوچھے کہ اے بے ادب بتا!
گستاخیاں یہ کیسی ہیں ربوہ کے باب میں!
ربوہ کے پاؤں چوم کر جاتا ہے کیوں گزر!
پاس ادب ہے گویا کہ آب چناب میں!
نادان تیرے دل میں تعصب کی آگ ہے
تو جل رہا ہے بغض و حسد کے عذاب میں!

☆☆

مولوی صاحب کی یہ نظم اپنے اندر سیلاب کی سی روانی رکھتی تھی اور شورش کاشمیری کی نظم کا مسکت جواب ہے۔

سیلاب کے ذکر سے اپنے تنویر صاحب مرحوم کا ایک قطعہ بھی ذہن میں گھوم رہا ہے مگر افسوس کہ اسکے لفظ مستحضر نہیں۔ مضمون کچھ یوں تھا کہ سیلاب جھوم جھوم کر آگے گزر گیا؟ اور چوتھا مصرعہ برجستہ تھا کہ پانی:

ربوہ کے پاؤں چوم کر آگے گزر گیا!

مکرم مولوی صاحب کے ہاں بیانیہ نظمیں بہت ہیں اور بیانیہ نظمیں لکھنے کے لئے زبان پر قدرت کا ہونا لازمی امر ہوتا ہے۔ مثلاً یہ نظم جامعہ احمدیہ احمد نگر کے ان فارغ التحصیل مہمانوں کی تقریب میں پڑھی گئی جو ۱۹۵۵ء میں جامعہ میں تشریف لائے تھے۔

اے طالبان علم دلستان جامعہ
دیکھو انہیں جو آج ہیں مہمان جامعہ
ظاہر ہیں قوم قوم میں آثار زندگی
جاری ہے ملک ملک میں فیضان جامعہ
لیکن وہ علم موت ہے جس میں عمل نہ ہو
نکتہ رہے یہ یاد، عزیزان جامعہ!

☆☆

کیا صاف ستھری، سادہ، شستہ اور رفتہ زبان ہے۔ اسی لئے تو حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہرؓ نے لکھا ہے:

"ان کا اسلوب کلام، سلاست اور روانی، محاورہ اور بندش کی خوبی اور فن شاعری کے لحاظ سے قابل قدر تصنیف ہے اور بہت سی نظمیں اپنی خوبی کے لحاظ سے سہل ممتنع ہیں!"۔

سہل ممتنع، ادب کی اصطلاح ہے اور ایسے کلام کے بارہ میں استعمال کی جاتی ہے کہ ہر پڑھنے والا سمجھے کہ اس قسم کے شعر کہنا تو بہت آسان ہے مگر خود کہنے بیٹھے تو کہہ نہ سکے! یعنی وہ شعر جو اتنا آسان ہو کہ فوراً سمجھ میں آ جائے مگر اتنا مشکل ہو کہ اسے اپنے لفظوں میں بیان نہ کیا جا سکے!

مکرم مولوی ظفر محمد ظفر صاحب کے ہاں مقصدی شاعری کی فراوانی ہے۔ بے مقصد قافیہ پیمائی یا تک بندی نہیں۔ خود فرماتے ہیں:

یا رب مشاعرے کو نہ اپنا قدم چلے
جب تنگ دماغ لے کے نہ مضموں اہم چلے
بے سود شاعری میں نہ اپنا گھسے قلم
تائید دین حق میں ہمارا قدم چلے!

اور یہ رنگ، تمام احمدی شعراء کا منفرد رنگ ہے۔ تبلیغ حق ان کا مطمح نظر ہے اس لئے وہ اپنے قلم کی جولانیوں کو اسی مقصد کے لئے وقف رکھتے ہیں۔ مکرم ظفر محمد صاحب نے اپنی قدرت کلام کو اس مقصد کے لئے محدود کر رکھا ہے - انہیں عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر قدرت حاصل تھی اس لئے ان کے ہاں تینوں زبانوں کی یکجائی کے نمونے ملتے ہیں اور تینوں زبانوں میں علیحدہ علیحدہ طبع آزمائی کے نمونے بھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ان کا۔

"طرز بیاں نہایت دل نشین (ہے) فارسی اردو اور عربی پر برابر دسترس" (حاصل ہے)۔

مکرم حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے بھی ان خصوصیات کو سراہا ہے کہ:

"انہیں عربی اور فارسی نظم لکھنے کا بھی ملکہ ہے"

میرا یہ مقام نہیں کہ میں ان کے فارسی اور عربی کلام پر رائے زنی کروں مگر مجھے ان کے اردو کلام نے ان کی استادانہ چابک دستی کا ادراک عطا کیا ہے۔ ان کے عربی اور فارسی کے امتزاج کا ایک نمونہ ان کی وہ نظم ہے جس کا ایک مصرعہ عربی اور دوسرا فارسی کا ہے:

شراب روح پرور بخش ساقی
تکاد تبلغ النفس التراقی
قسم بخدا کہ صادق ہست احمد
الی رب العلی نعم المراقی
پیام وصل جاناں احمدیت
تبشرنا بریحان التلاقی
ظفر گر ہوش میداری توکل
علی اللہ الذی حی و باقی!

اب ہمارے ہاں ایسی چابک دستی سے عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں کے برتنے والے شاعر کہاں ہیں؟

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

ان کے صاحبزادے، برادرم ناصر احمد ظفر نے ان کا کلام اکٹھا کر کے شائع تو کر دیا ہے مگر ترتیب نہیں دے سکے۔ نظموں میں تقدیم و تاخیر بھی بہت ہے - اتنے اچھے کلام کی افادیت اس بے ترتیبی نے بہت کچھ کھو دی ہے۔ مگر امید ہے کہ دوبارہ شائع کرتے وقت وہ اس سقم کو دور کر دیں گے۔

نئے لکھنے والوں کے لئے مکرم مولوی صاحب کا کلام بہر حال مشعل راہ رہے گا اور انہیں الفاظ کو برتنے کا سلیقہ سکھانے کا موجب بنے گا!

عزیزم کامران الحق ابن عمران الحق صاحب اور عزیزم دانیال ابن چودھری محمد الیاس صاحب آف لاس اینجلز امریکہ شدید بیمار ہیں۔ احباب سے ہر دو کی کامل و عاجل صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

بقیہ ارشادات عالیہ

نہ پہنچالے صبر ہی نہ کرے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ انسانی فطرت میں یہ بات ہے کہ گالی سے مشتعل ہو جاتا ہے مگر اس سے ترقی کرنی چاہئے۔ جو دکھ دیتے ہیں انہیں سمجھو کہ وہ کچھ چیز نہیں اگر تم پر خدا راضی ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ ناراض ہے تو خواہ ساری دنیا تم سے خوش ہو وہ بے فائدہ ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم مداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو تو کامیاب نہیں ہو سکتے۔ خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پروا نہ کرو۔ ہر ایک جو اس وقت سنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتھیار دعا ہے اس لئے چاہئے کہ دعا میں لگے رہو۔

یہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دور کر سکتے ہیں اور نہ کوئی اور حیلہ۔ اس کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ دعا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہی ہمیں فرمایا ہے - اس زمانہ میں نیکی کی طرف خیال آنا اور بدی کو چھوڑنا چھوٹی سی بات نہیں ہے - یہ انقلاب چاہتی ہے اور یہ انقلاب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور یہ دعاؤں سے ہوگا"۔

(ملفوظات جلد پنجم [طبع جدید] صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۲)

Kenssy
Fried Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۲۳)

نیند لانے، ناک بند ہونے اور آنکھ کی دواؤں کا بیان

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۲۱ جون ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں مختلف ہومیو پیتھک ادویہ کے خواص کا ذکر فرمایا۔

نکس وامیکا
(Nux Vomica)

حضور نے فرمایا معدے کی خرابی سے جو دمہ بڑھتا ہے اور بعض لوگوں کو دمہ شروع ہی معدے کی خرابی سے ہوتا ہے۔ دو طرح دمے کا آغاز میں نے عموماً دیکھا ہے۔ ایک یہ کہ پہلے عام نزلہ ہوتا ہے اور وہ دمے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ایک یہ کہ عموماً عورتیں بدپرہیزی کرتی ہیں، اچار اور کھٹی چیزیں کھاتی ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ دمے سے پہلے اس کا بعضوں کو دورہ پڑتا ہے اور ضرور بدپرہیزی کرتی ہیں۔ اور جب معدہ ایسڈ ہو جائے تب دمہ اٹھتا ہے۔ ایسڈ کے دمے میں نکس وامیکا بہت مفید ہے اور جو نزلاتی دمے ہوتے ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ نزلے کی روک تھام کی دوائیں پہلے کھائی جائیں اور ان کو مستقل اپنی دوا کا حصہ بنائیں۔ اس میں

انفلوئنزیم (Influenzinum 200)

اور (Bacillinum 200)

ٹون اپ کرنے کے لئے ہفتہ میں دو تین مرتبہ دستور کے طور پر کھائیں تو کوئی حرج نہیں۔ اس کے علاوہ "نیٹرم میور ۲۰۰" کبھی کبھی اور "ایلیومینا" بھی نزلے کے خلاف اور دمے کے خلاف عمومی دفاعی طاقت کو بحال رکھنے کے لئے مفید ہے۔ اگر دمہ ہو ہی نہ تو ٹھیک ہے۔ اللہ کا فضل رہتا ہے۔ مگر اکثر دمہ نزلے کے آغاز سے ہوتا ہے۔ بعضوں کو ہوتا ہے سٹیٹس (Status) دمہ اس کا مطلب ہے کہ پھیپھڑے مستقل دمے کی حالت میں رہتے ہیں۔ کبھی تھوڑا سا کم ہو گیا، کبھی زیادہ ہو گیا۔ ان کا معاملہ ذرا مشکل ہے لیکن اس میں جو عام طور پر اٹیک کبھی کبھی ہوتے ہیں ان کی بات کر رہا تھا۔

ہاتھوں اور بازوؤں کا سو جانا اس میں نکس وامیکا مؤثر ہے۔ نکس وامیکا کی یہ خاص علامت ہے اوپر کے حصے، بازوؤں اور ہاتھوں کا سو جانا۔

پنڈلیوں کے تشنج میں بھی نکس وامیکا بہت اچھی ہے۔ اور برائیونیا (Bryonia) بھی بہت اچھی ہے۔ نکس وامیکا فوری طور پر دینے سے بہت جلدی پنڈلی کا تشنج ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اکثر اس تشنج کا تعلق بیلاڈونا سے ہے۔ وہ تشنج جس کو گرمی سے اضافہ ہو اس میں یہ مفید ہے۔

نکس وامیکا میں تضاد پایا جاتا ہے۔ بعض میں ٹھنڈا بعض میں گرم۔ کمر درد میں ٹھنڈ سے اضافہ ہوتا ہے۔ پیٹ درد وغیرہ کو گرمی سے تکلیف بڑھتی ہے۔ ٹکور کے فائدے کی بجائے نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے اس میں مختلف قسم کی دوائیں شامل ہیں کبھی کوئی اثر دکھاتی ہے کبھی کوئی۔

بیلاڈونا اور کیوپرم کی وجہ سے گرمی کا مزاج ہے اور تشنج میں یہی دو ہیں جو اثر دکھا رہی ہوتی ہیں۔ پنڈلیوں میں چلنے سے تشنج پیدا ہو جائے تو اس کو بھی نکس وامیکا سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اس پہلو سے برائیونیا بھی مفید ہے۔ کیونکہ برائیونیا میں عموماً سردی سے بیماری لگتی ہے۔ لیکن اس کی بیماریوں میں اضافہ ہمیشہ گرمی سے ہوتا ہے۔ اگر سر درد شروع ہوئی ہے تو دھوپ میں نکلیں گے تو بڑھ جائے گی۔ ٹھنڈے کمرے سے گرم کمرے میں جائیں گے تو اضافہ ہو جائے گا۔ برائیونیا کا دمہ سردی لگنے سے ہی ہوتا ہے لیکن یہ سردی عموماً سردیوں سے گرمی کے موسم میں جانے سے لگتی ہے۔ یعنی جس کو ٹھنڈا گرم ہونا کہتے ہیں پنجابی میں۔ مطلب یہ ہے کہ سردی سے اچانک گرمی جب آئے تو اس وقت برائیونیا زیادہ اثر دکھاتا ہے۔

پنڈلیوں میں خصوصیت سے زیادہ اور تیز چلنے سے تشنج ہو ان کو برائیونیا بہترین فائدہ دیتی ہے۔ اور روزمرہ کا جو عام تشنج ہے اس میں نکس وامیکا زیادہ بہتر ہے۔

نیند لانے کی مفید دوا

حضور نے فرمایا نکس وامیکا نیند لانے میں تین طرح سے مفید ہے ایک یہ کہ جن لوگوں کو ڈرگز کی عادت ہو اور نیند کی گولیاں کھانے کی عادت ہو ان کو نکس وامیکا بہت فائدہ دیتی ہے۔ کیونکہ یہ ڈرگ کا انٹی ڈوٹ بھی ہے اور خود بھی مسکن ہے، نیند آور ہے اس لئے اکثر میں نکس سے ہی شروع کرتا ہوں۔ اگر پھر بھی نیند نہ آئے تو پھر دوسری دواؤں کی طرف توجہ دیتا ہوں۔ لیکن عموماً نکس سے ہی فائدہ ہوا اور باقی دوائیں چھوٹ گئیں۔ بعض دفعہ تو حیرت انگیز اثر ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک باپ اپنے بیٹے کو لے کر آیا جس کو ڈرگز کی عادت پڑی ہوئی تھی اور چھڑائی گئی اور وہ ایک ایسی مصیبت بن گئی کہ اس نے بوتل دکھائی کہ یہ ۴، ۵ ٹکیاں روز کھاتا ہے اور نیم پاگل ہو چکا ہے۔ اگر نہ کھائے تو نیند نہیں آتی اور نیند نہ آئے تو ڈرگز چھوڑنے کی جو علامات ہیں وہ بہت زیادہ سخت ہو جاتی ہیں۔ اس کو میں نے وقف جدید کے زمانے کی بات ہے، نکس وامیکا دی کہ دن میں تین دفعہ استعمال کرے اور اس کی ساری دوائیاں جو وہ کھاتا تھا اپنے پاس رکھ لیں۔ میں نے کہا کہ اگر کل نیند نہ آئی تو مجھ سے واپس لے جانا۔ تین دفعہ کھائی ہے اور خدا کے فضل سے رات آرام سے سویا ہے۔ اس بچے نے مجھے بتایا کہ نیند کی گولیوں سے جو نیند مجھے آتی تھی وہ بے چین کرنے والی تھی اب پہلی دفعہ ایسی آرام دہ نیند آئی ہے۔ تو نکس وامیکا ڈرگز کے اثر کو دور کرنے اور نیند کی گولیوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے اکثر مفید پائی جاتی ہے۔ اگر اکیلی کافی نہ ہو تو اس کے بداثر کو ختم کر دیتی ہے اور نئی دوا کی علامتیں نکل آتی ہیں۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیوں کوئی تکلیف تھی۔

بہت بولا جائے، بہت کام ہو یا کسی اور وجہ سے دماغ ایکسائٹ ہو جائے اور اس ہیجان کی وجہ سے نیند نہ آئے اس میں بھی نکس وامیکا بہترین دوا ہے۔

یہ کافی کا بہت اچھا انٹی ڈوٹ ہے۔ مجھے پہلے کافی سے نیند اڑا کرتی تھی اور رات کو بالکل نہیں پی سکتا تھا۔ پھر میں نے جب نکس وامیکا کی دریافت کی کہ یہ کافی کا انٹی ڈوٹ ہے تو وہ میں ایک ڈوز کھا لیتا ہوں اور بالکل ٹھیک ہو جاتا ہوں خدا کے فضل سے۔

نکس وامیکا سے جو نیند آتی ہے اس میں ایک خاص بات یہ ہے کہ عام نیند سے پہلے جو ایک غنودگی کی تمہید شروع ہو جاتی ہے وہ اس میں نہیں ہوتی۔ درمیان میں کوئی حد حائل نہیں ہوتی۔ ایک دم نیند میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور پھر گہری نیند اتنی آتی ہے کہ پھر الارم بھی نہیں سنا جاتا۔

۔ اس سے ملتی جلتی نیند آور دوا رسٹاکس (Rhus tox.) ہے وہ بھی بہت گہری اور پرسکون نیند لاتی ہے۔

صبح چکر آنا

صبح کے وقت چکر نکس وامیکا کی علامت ہے۔ اس کی غالباً وجہ یہی ہے کہ نیند ٹھیک نہیں آ رہی۔ اگر صبح اٹھ کر چکر آئیں تو رات سونے سے پہلے نکس وامیکا کی ایک خوراک لے لیں۔ یہ ۳۰ میں استعمال کریں۔ ۲۰۰ طاقت میں اکثر نیند اڑ جاتی ہے۔ میں نے تجربہ کیا ہے جو لوگ Dull ہوں ان کو ۳۰ کی بجائے ۲۰۰ کام دیتی ہے جو حساس ہوں ان کو ۳۰ کام دیتی ہے اور ۲۰۰ نیند اڑا دیتی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ پوٹینسیوں کا فرق کتنا ہوتا ہے۔ یہ باتیں تجربے سے پتہ چلتی ہیں۔

کتابوں میں برائیونیا کی پوٹینسی چھوٹی دی ہوتی ہے جبکہ میرا تجربہ ہے کہ یہ ۲۰۰ میں سب سے اچھا کام کرتی ہے یا ۱۰۰۰، اس میں بھی بڑا اچھا اثر دکھاتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ نکس وامیکا میں Sinus جہاں دونوں طرف نزلہ بن جائے تو شدید سر درد ہوتی ہے۔ خاص طور پر جھکنے سے اور سجدے میں بہت بوجھ پڑتا ہے اس کو سائنو سائٹس کہتے ہیں۔ اس میں نکس وامیکا کی رات کو ۱۰۰۰ کی خوراک دی جائے تو غیر معمولی اثر دکھاتی ہے اور صبح تک چھینکیں وغیرہ آ کر کھول دیتی ہے یا پگھلا کر نرم کر دیتی ہے اس کے لئے نکس وامیکا چوٹی کی دواؤں میں سے ہے۔ وہ ایک ہی نہیں اور بھی ہیں۔ لیکن شروع اسی سے کرنا چاہئے۔

کولوفائی لم کا معجزانہ اثر

حضرت صاحب نے فرمایا کہ مجھے گیمبیا سے خط آیا ہمارے ڈاکٹر لئیق صاحب کی بیگم ہیں وہ کہتی ہیں میں نے آپ کا پروگرام سنا تھا جس میں آپ نے کولوفائیلم کا ذکر کیا تھا کہ اگر دوران حمل تشنج کی کیفیت ہو جائے اور بچے کا سر باہر نہ آ رہا ہو، اٹک جائے اور تکلیف بڑھے۔ درد موجود ہوں لیکن کچھ نہ ہو سکے، تو یہ دوا دی جائے۔ کہتی ہیں کہ یہ میں نے ذہن میں رکھا تو اتفاق سے ایسا ہوا کہ ہاسپٹل میں ایک عورت آئی جس کو یہی تکلیف تھی وہاں ایک اور عورت بھی تھی میں نے اس کے سامنے جا کر اسے کہا کہ اگر یہ دوا کھانی ہے تو کھاؤ۔ اس نے کہا ٹھیک ہے میں کھاتی ہوں۔ دوسری عورت باہر بیٹھی ہوئی تھی اسے اتنی شدید تکلیف تھی کہ ناقابل برداشت اسے پندرہ منٹ کے وقفہ سے دو خوراکیں دی ۲۰۰ میں۔ آدھے گھنٹے کے اندر اندر بالکل نارمل بچہ ہنستا کھیلتا پیدا ہو گیا۔ بہت اس نے دعائیں دیں اس پر انہوں نے دوسری عورت کو پوچھا کہ تمہیں بھی دوں اس نے انکار کر دیا۔ آدھی رات کو فون آیا کہ وہ بلا رہی ہے بے چاری کو شدید تکلیف تھی۔ رات کو اور کوئی علاج میسر نہیں تھا۔ ہسپتال میں جو علاج تھا وہ کر چکے تھے۔ کہتی ہیں کہ اس کو میں نے یہی دوا دی اور اس کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ تھوڑے عرصے میں ٹھیک ہو گئی۔

حضور نے فرمایا اگر آپ اپنے علاج پر خوش فہم نہ ہو جائیں اور دیکھیں کہ کوئی علاج کیوں فیل ہوتا ہے تو پھر خدا کے فضل سے آپ کا تجربہ دوسروں کے کام آئے گا ورنہ آپ کے بھی نہیں آئے گا۔

گلہڑ کی بیماری

حضور نے فرمایا کہ گلہڑ تھائیرائیڈ گلینڈز (Thyroid Glands) کا سوجنا کہتے ہیں۔ گلہڑ گلے کے دونوں طرف نکل آتا ہے۔ خاص طور پر ان پہاڑی علاقوں میں جہاں پانی میں آیوڈین کی کمی ہوتی ہے۔ وہاں یہ گلہڑ بہت ہی نمایاں نظر آتے ہیں۔ ڈلہوزی، چمبہ وغیرہ کی طرف یہ بیماری بہت ہے۔ اس کی اصل وجہ آیوڈین کی کمی ہے۔ مگر جن پانیوں میں آیوڈین کی کمی نہیں ہے وہاں بھی ہو جاتا ہے۔ اور مصنوعی طور پر آیوڈین دینے سے ختم نہیں ہوتا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض دفعہ کمی نہیں ہوتی مگر جسم اس کو ہضم نہیں کرتا۔

حضور نے فرمایا کہ ہومیو پیتھک میں انیمیا (کمی خون) کی دوائیں بہت سی ہیں۔ یہ فولک ایسڈ نہیں ہیں بلکہ بظاہر ان کا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو کیلشیم کے انجذاب کی معروف دوائیں ہیں ان کا بھی اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے یہ کمزوریاں پیدا ہونی شروع ہوئیں۔ جب آپ وہ دیتے ہیں تو وہ ٹھیک ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

آیوڈم کا بھی یہی حال ہے۔ آیوڈین ضروری نہیں کہ پانی میں کم ہو۔ حضور نے فرمایا میرے تجربے میں جو علاج آیا ہے وہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ اول آیوڈین خود اس کا علاج ہے اور وہ اس طرح کہ اگر آیوڈین موجود ہے پانی میں اور ہضم نہیں ہو رہی تو ہومیو پیتھک میں جب آپ آیوڈین دیتے ہیں تو وہ رد عمل پیدا کرتی ہے اور کچھ کمزوری کو دور کر دیتی ہے۔ یعنی کیوں آیوڈین اثر نہیں کر رہی۔ اس لئے کہ آیوڈین کے خلاف جسم میں خوف ہے۔ اس خوف کا جو اصطلاحی نام ہے وہ ہے الرجی۔ اگر آیوڈین سے الرجی ہے جسم کو اور اس وجہ سے جسم آیوڈین کو ہضم نہیں کر رہا تو اس کا علاج آیوڈین بھی ہو سکتا ہے ہومیو پیتھی میں۔ وہ اتنی ہلکی مقدار میں دیں کہ جسم پر سے آیوڈین کا خوف اتر جائے پھر یہ کام دکھاتی ہے۔

مگر اس کے گلہڑ کی خاص علامتیں ہیں۔ خواہ وہ گلہڑ نہ بھی ہو تب بھی اگر بچہ کمزور ہو رہا ہے اور اصل وجہ

باقی صفحہ نمبر ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

★★جماعت احمدیہ ناروے کے زیر اہتمام ایک دو ماہی رسالہ "الجہاد" کے نام سے اوسلو سے شائع ہو رہا ہے۔ دفتری سائز کے ۲۸ صفحات پر خوبصورت طباعت میں اردو اور نارویجئن زبانوں میں یہ رسالہ طبع ہوتا ہے اور اس وقت اس کا مارچ، اپریل کا شمارہ زیر نظر ہے جو جلد ۲۷ کا شمارہ نمبر۲ ہے۔ رسالہ کے اردو حصہ میں قرآن، حدیث، ملفوظات اور چند نظموں کے علاوہ ایک مضمون "سیرت حضرت اقدس مسیح موعودؑ" شامل ہے۔ ہمارے خیال میں یہ امر زیادہ مناسب ہوگا اگر اس رسالہ کو صرف نارویجئن زبان میں شائع کیا جائے اور اردو دان حضرات اخبار "الفضل انٹرنیشنل" سے استفادہ فرمائیں اور قلمی معاونت بھی فرمائیں۔

★★جماعت احمدیہ جنوبی افریقہ کا کتابی سائز کے ۳۲ صفحات پر مشتمل اپریل ۹۵ء کا شمارہ "العصر" ہمارے ہاتھ میں ہے جو جلد ۳۰ کا شمارہ نمبر۴ ہے۔ رسالہ انگریزی زبان میں ہے اور اس میں قرآن، حدیث اور ملفوظات کے علاوہ "مناسک حج" کے بارے میں حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانؓ اور "کفن مسیحؑ" کے بارے میں محترم عزیز چوہدری صاحب کے مضامین شامل ہیں۔ اسکے علاوہ حضرت مصلح موعودؓ کا لیکچر بعنوان "ضرورت مذہب" بھی ریویو آف ریلجنز سے لے کر شامل کیا گیا ہے۔

★★حضرت مولانا ذوالفقار علی خان گوہرؓ کی ایک نظم میں سے جو روزنامہ "الفضل" کے ۳۰ اپریل کے شمارہ میں شائع ہوئی ہے، دو اشعار پیش ہیں:

الجھا ہے حسینوں سے اس دل کا خدا حافظ
طوفان سے ٹکر لی ساحل کا خدا حافظ
مشتاق شہادت کے مقتل میں ہزاروں ہیں
اوسان نہ کھو بیٹھے قاتل کا خدا حافظ

★★اسی اشاعت میں ایک احمدی صحافی خاتون بیگم شفیع احمد، جنہوں نے ۱۹۳۱ء سے ۱۹۷۰ء تک صحافت، تحریک آزادی اور قومی تعمیر میں حصہ لیا، کے بعض حالات و واقعات محترم سید مبشرات احمد نے تحریر کئے ہیں۔ مضمون میں ان کوششوں کا بھی ذکر ہے جو پاکستان کے بنانے اور مسلمانوں کی بہبود کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے انجام دیں۔

★★سیدنا مصلح موعودؓ نے اپنے دورہ یورپ ۱۹۵۵ء کے دوران وزیراعظم اٹلی مسولینی سے دو بار ملاقات کی جو حضور سے بہت عزت اور تکریم سے پیش آئے۔ الفضل کے اسی پرچہ میں عظیم اطالوی راہنما کی خود نوشت سوانح حیات کے ابتدائی اوراق سے کچھ حصہ کا ترجمہ دیا گیا ہے۔ زیر نظر مضمون میں (جس کے مترجم محترم اکرام عمر ہیں) مسولینی اپنے ابتدائی حالات بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں "میں اپنی ازلی خودداری کے ماتحت سرگرم عمل رہا اور ذہنی انفرادیت قائم رکھی۔ زندگی کے مصائب نے مجھے تقویت دی اور میرے جذبات کو استوار کردیا کہ کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئے...... میری قابلیتیں اور ترقی مصائب اور تکلیفوں کا نتیجہ ہیں، راستہ کی مسرتوں کا نتیجہ نہیں"۔

★★ "الفضل" ربوہ کی ۳ مئی کی اشاعت میں مربی سلسلہ محترم علی حیدر اپل صاحب کی کینیڈا میں کار کے ایک حادثہ میں وفات کی خبر شائع ہوئی ہے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آپ ۱۹۷۲ء میں جامعہ سے شاہد کرکے میدان عمل میں داخل ہوئے اور ۲۳ سال تک پاکستان کے علاوہ غانا، کینیڈا اور گیمبیا میں خدمت دین انجام دی۔ آپ کی عمر ۵۴ سال تھی۔

★★زندگی اس طاقت کو کہتے ہیں جو جسم اور روح کے ملاپ سے اپنے خواص ظاہر کرتی ہے۔ جسم اور روح کے خواص ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بعد کالعدم ہو جاتے ہیں اور اسے موت کہتے ہیں۔ ازاں بعد پروردگار عالم جس روح کو چاہے ایک دوسرا جسم عطا کردیتا ہے اور زندگی دوبارہ اپنے خواص کے ساتھ شروع ہوجاتی ہے..... انسانی زندگی کے متعلق محترم عباس احمد خان صاحب کے قلم سے ایک علمی مضمون بھی اس اشاعت میں شامل ہے۔

★★حضرت حافظ حامد علی صاحب رضی اللہ عنہ کا شمار سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ایسے عشاق خدام میں ہوتا ہے جو دعویٰ مسیحیت سے پہلے ہی حضرت اقدس سے تعلقات استوار کرچکے تھے۔ آپ سب سے پہلے ۱۸۷۸ء اور ۱۸۸۰ء کے درمیان کسی وقت اپنے استاد حافظ محمد جمیل صاحب کے ساتھ قادیان آئے تھے جنہیں حضرت اقدسؑ نے قرآن مجید سنانے کے لئے بلایا تھا۔ واپس جاکر کچھ عرصہ بعد آپ خطرناک تپ تشنج سے علیل ہوگئے اور دوبارہ قادیان آگئے جہاں حضرت اقدسؑ کے علاج اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا عطا فرمائی۔ اس کے بعد آپؓ نے حضرت اقدسؑ کی خدمت کو اپنا شعار بنالیا تو اس وقت کے حالات کے مطابق حضورؑ نے آپکی تنخواہ ایک روپیہ مقرر کی۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے "اس ایک روپیہ میں میں نے جو برکت دیکھی ہے اس کے بعد کی زندگی میں بڑی بڑی ملازمتوں میں بھی اس برکت کو نہ پایا۔ حضرت صاحب خود ہی حالات کی تبدیلی کے ساتھ تنخواہ میں ترقی کر دیتے تھے"۔ آپؓ کے والدین بھی احمدی تھے۔ آپؓ کے مختصر حالات محترم ملک صلاح الدین صاحب کی ایک کتاب سے ماخوذ ہیں اور "الفضل" ربوہ کی ۴ مئی کی اشاعت میں شائع ہوئے ہیں۔

★★اسی پرچہ میں شامل اشاعت محترم ثاقب زیروی صاحب کی ایک غزل سے تین اشعار پیش ہیں:

جن خیالوں میں لبی ہے تری زلفوں کی مہک
ان خیالوں کو پریشان نہ ہونے دیں گے
ہر حسیں شکل میں تسکین کے پہلو ڈھونڈے
دل کو ہم اتنا بھی نادان نہ ہونے دیں گے
ڈوب جائے نہ کہیں اہل وفا کی توقیر
قطرہ اشک کو طوفان نہ ہونے دیں گے

★★"الفضل" ربوہ کی ۱۳ مئی کی اشاعت میں مربی سلسلہ محترم مولانا صالح محمد صاحب کی ۸۹ سال کی عمر میں وفات کی خبر شائع ہوئی ہے جو ۱۱ مئی کو ربوہ میں وفات پاگئے۔ آپ نے ۱۹۳۶ء میں زندگی وقف کی۔ ۱۹۴۸ء میں بطور تاجر مربی آپکو غانا بھجوایا گیا جہاں کئی سال خدمت کی۔ بعد ازاں دفاتر تحریک جدید میں بھی لمبا عرصہ خدمت دین کی توفیق پائی اور اپنے محلہ کے صدر کے طور پر بھی کام کیا۔

★★آئمہ اربعہ میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ آپ کا نام محمد ہے اور سلسلہ نسب ساتویں پشت پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ جس دن آپکی پیدائش ہوئی اسی روز حضرت امام ابو حنیفہ کا انتقال ہوا۔ دو برس کی عمر میں والدہ کے ساتھ مکہ آگئے اور تحصیل علم کا آغاز ہوا۔ شعرگوئی سے شغف تھا۔ ایک روز خانہ کعبہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھے تھے کہ آواز آئی "اے محمد تو فقہ کو لازم پکڑ اور شعرگوئی کو ترک کردے"۔ چنانچہ پہلے آپ مسلم بن خالد زنجی کی شاگردی میں آئے اور پھر حضرت امام مالک کے بھی شاگرد ہوئے۔ حضرت امام احمد بن حنبل آپکے شاگردوں میں سے تھے اور ان کے مطابق حضرت امام شافعی ہی دوسری صدی کے مجدد ہیں۔ حضرت امام شافعی اصول فقہ کے موجد ہیں۔ عربی نظم و نثر میں بھی کمال دسترس رکھتے تھے۔ خلیفہ ہارون رشید کے دور میں آپؒ پر سخت ابتلاء آیا اور قید میں رکھ کر شدید تکالیف آپؒ کو پہنچائی گئیں۔ امت مسلمہ کے یہ عظیم مجدد اور مفتی صرف ۵۴ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ کے بارے میں محترم ارشد محمود صاحب کا ایک تفصیلی مضمون ۱۴ مئی کے روزنامہ "الفضل" ربوہ کی اشاعت کی زینت ہے۔

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

دنیائے مذاہب

پادریوں کی بھاری تعداد چرچ چھوڑ رہی ہے
مجرد زندگی کی پابندیاں برداشت نہ ہو سکیں

(رشید احمد چوہدری)

لندن میں ایک کتاب A Passion for Priests حال ہی میں شائع ہوئی ہے جس میں کتاب کے مصنف Clare Jenkins نے دعویٰ کیا ہے کہ ۱۹۶۰ء سے لے کر آج تک تقریباً ایک لاکھ پادری اپنے عہدہ کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔ ان میں سے بیشتر کو مجرد رہنے کے اصول کی خلاف ورزی کی وجہ سے چرچ کی ملازمت سے نکال دیا گیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس غیر فطری پابندی کی وجہ سے ٹریننگ حاصل کرنے والے پادریوں کی تعداد میں بھی خاصی کمی آچکی ہے۔ چنانچہ ۱۹۶۵ء میں ۴۸ ہزار نوجوان رومن کیتھولک پادری بننے کے لئے تربیت پا رہے تھے مگر آج کل یہ تعداد کم ہو کر صرف دس ہزار رہ گئی ہے۔

کتاب کے مصنف کے مطابق رومن کیتھولک پادریوں میں بھی شادی کا رجحان بڑھ رہا ہے اور اکثر ایسے واقعات اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں جن میں ایسے پادریوں کے عورتوں کے ساتھ تعلقات کی خبریں ہوتی ہیں۔ بیشتر ایسے واقعات میں بدنامی سے بچنے کے لئے چرچ کی انتظامیہ ایسے پادریوں کو تبدیل کر کے دوسرے علاقوں میں بھجوا دیتی ہے۔ اسی سلسلہ میں آئرلینڈ میں ۱۹۹۲ء میں بشپ آف گالوے کا معاشقہ امریکن عورت Annie Murphy کے ساتھ منظر عام پر آیا جس نے چرچ میں ہلچل مچادی۔ ان تعلقات کی بدولت اینی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جسے بشپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اینی نے اپنے اس معاشقے کے بارہ میں ایک کتاب بھی لکھی جو بہت مقبول ہوئی۔

جینکنز نے کہا ہے کہ مجرد زندگی بسر کرنے کا اصول ابتدائی چرچ میں موجود نہیں تھا بلکہ اس کا رواج بہت بعد میں ہوا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ کہتی ہیں کہ:

"بیسویں صدی کے آخری حصہ میں پہنچ کر ہمیں ایک ایسے قانون کو وقعت نہیں دینی چاہئے جس کا وجود ابتدائی چرچ میں نہیں ملتا بلکہ وہ صرف ۸۰۰ سال پرانا ہے اور جس کی وجہ سے رومن کیتھولک فرقہ عظیم بحران میں مبتلا ہے"۔

جینکنز نے اپنی کتاب میں پندرہ عورتوں کی کہانیاں مرتب کی ہیں جنہوں نے پادریوں کے ساتھ شادیاں کیں۔ معاشرے نے ان کو مطعون کیا اور اس طرح ان جوڑوں کو بہت سے مصائب جھیلنے پڑے۔ ایسے خاندانوں کی رہنمائی کے لئے برطانیہ میں بعض سوسائٹیاں بنی ہوئی ہیں جو اس مشکل وقت میں ان کی اعانت کرتی ہیں تاکہ وہ اپنی زندگیاں نارمل طور پر گزار سکیں۔

ایک کہانی فادر John Leighton Crawford کی ہے جو ڈیگنہم (Dagenham) کے علاقہ میں واقع چرچ آف ہولی فیملی میں انچارج پادری کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ اس کی عمر ۵۶ سال تھی اور وہ عرصہ ۱۹ سال سے پادری کے عہدہ پر تھا۔ ۱۹۷۶ء میں اس نے چرچ میں کام کرنے والی ایک ۳۵ سالہ شادی شدہ عورت سے جس کے تین بچے تھے تعلقات استوار کر لئے اور بعد میں شادی کر لی۔ بشپ نے اس کی مخالفت کی لہذا اسے چرچ کی ملازمت سے علیحدہ ہونا پڑا۔ علیحدگی کے بعد بھی یہ دونوں چرچ میں عبادت کے لئے آتے رہے۔ مگر بعض افراد نے اس کا برا منایا اور آخر کار چرچ کی انتظامیہ نے ان کا داخلہ چرچ میں بند کر دیا۔

عورت کا پہلا خاوند اس معاشقے کی خبروں سے تنگ آکر پہلے سے گھر چھوڑ کر چلا گیا۔

پادری جان آج بھی پادری کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ اس کو کبھی کبھار بچے کی پیدائش یا کسی کی وفات پر رسوم کے لئے بلا لیا جاتا ہے اور کئی دفعہ وہ لوگوں کو اکٹھا کر کے اپنے گھر کی بیٹھک میں عبادت بجا لاتا ہے۔

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

نظام احمدیت اور نظام جہان نو

پچاس سالہ سرد جنگ نے مغرب کی اسلام دشمنی کو سرد خانے میں ڈال رکھا تھا۔ مستشرقین تو حسب عادت اور حسب فرض اپنے کام میں مصروف تھے لیکن سیاسی سطح پر اسلام اور مغرب کیمونزم کے خلاف متحدہ محاذ کی صورت اختیار کئے ہوئے تھے۔ سرد جنگ کے اچانک ختم ہونے سے مغرب کی خوابیدہ اسلام دشمنی نے پھر سے انگڑائی لی اور امریکہ کی قیادت میں مغرب نے اسلام سے ٹکراؤ کی منصوبہ بندی شروع کر دی۔ اس منصوبے کا نام "نیو ورلڈ آرڈر" یا نظام جہان نو رکھا گیا۔ نیٹو NATO اور انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سٹریٹیجک سٹڈیز لندن میں اسلامک فیکٹر (Islamic Factor) پر بحثیں ہوئیں۔ اور اسلام کو قابو میں رکھنے (Containmant) کے متعلق پالیسی اور طریق کار وضع کئے گئے اور اس بات پر اتفاق رائے کا اظہار کیا گیا کہ اب اسلام کے سوا مغرب کا سیاسی حریف کوئی نہیں ہے۔

یورپین یونین کی چونکہ اپنی علیحدہ عسکری تنظیم ابھی تک وجود میں نہیں آ سکی ہے اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ نیٹو کو ۹۹۔ ۱۹۹۸ء تک جدید انٹی میزائل اور دیگر سسٹم مہیا کئے جائیں۔ یہ سسٹم اس مفروضے پر نصب کئے جا رہے ہیں کہ یورپ کے ہمسایہ اسلامی ممالک ایٹمی اور میزائلی صلاحیت حاصل کر کے یورپ پر حملہ آور ہو سکتے ہیں یا کم از کم پاور سنٹرز Power Centres بن سکتے ہیں۔ منصوبے کے مطابق فرانس، الجیریا اور دیگر شمالی افریقن ممالک کی حکومتوں کی مدد سے اسلام پسند عناصر پر شدید مظالم کروائے گا تاکہ اسلامی ممالک میں دخل اندازی کا جواز پیدا کیا جا سکے۔ فرانس خفیہ طور پر شمالی افریقہ کے ۲۰ لاکھ مہاجروں کو پناہ دینے کی تیاری کر رہا ہے۔ ان مہاجروں کو پناہ دینے کے بعد یہ کہا جائے گا کہ اسلامی ممالک کی بدامنی یورپ پر اثر انداز ہو رہی ہے اس لئے یورپ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ اسلامی ممالک میں امن قائم کرنے کے لئے عسکری مداخلت کرے۔ Economist کے مطابق ۱۹۹۵ء کے اخیر تک اس مداخلت کا جواز پیدا کر لیا جائے گا۔

مغربی نظام جہان نو

مغرب کے اس نظام جہان نو کا مقصد اسلام کو دوبارہ سے سیاسی قوت بننے سے روکنا اور کسی حد تک چین کی ایٹمی اور میزائلی طاقت پر نظر رکھنا ہے تاکہ مغرب کی سیاسی اور اقتصادی بالادستی کو برقرار رکھا جا سکے۔ اس کے مقاصد میں رنگ و نسل، مشرق و مغرب اور مذہبی و تہذیبی اختلافات کو عقلی، علمی اور فطری طریقوں پر حل کر کے امن عالم کا قیام شامل نہیں ہیں بلکہ مغربی تہذیب کو دھونس و دھاندلی سے بین الاقوامی تہذیب کا روپ دینا شامل ہے۔

جبکہ قیام امن کا انحصار اس امر میں مضمر ہے کہ اقوام عالم کے نظریاتی قبلوں کو درست کیا جائے جن میں خود مغرب کے قبلے کی درستگی سرفہرست ہے۔ نسل پرستی کو ختم کرنا ضروری ہے۔ مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کے تہذیبی تضادات کے فطری حل ضروری ہیں۔ مذاہب و تعلیمات متفرقہ میں ہم آہنگی پیدا کرنا ضروری ہے۔ سائنس اور مذہب کے مزعومہ تضادات کا حل ضروری ہے، وغیرہ۔ الغرض نظام جہان نو کو مؤثر بنانے کے لئے ان انسانی مسائل سے خطاب ضروری ہے۔

احمدیہ نظام جہان نو

اس وقت کرہ ارض پر صرف ایک ہی ایسا نظام ہے جو انسانی مسائل سے ٹکراؤ کی بجائے انہیں فطرت انسانی اور قانون قدرت کی روشنی میں حل کرنے میں مصروف ہے اور وہ نظام احمدیت ہے۔ نظام احمدیت کی بنیاد قرآن مجید کی فطری اور اٹل تعلیم پر قائم ہے۔ یہی نظام درحقیقت نظام جہان نو کہلانے کا مستحق ہے۔ جہان نو کے قیام کے لئے جس علمی، فکری، فطرتی اور قدرتی اسلحہ کی ضرورت ہے وہ صرف اور صرف نظام احمدیت کے اسلحہ خانہ میں موجود ہے۔

نسل پرستی

نسل پرستی نظام جہان نو کے راستے کی سب سے اونچی دیوار ہے جسے نیشنلزم کا نام دے کر اس کی تباہ کاریوں پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔ ۷۰ کروڑ ہندو دنیا کو چھوت اور اچھوت میں تقسیم کئے بیٹھے ہیں۔ سفید مغربی نسل اپنی جدید سائنسی اور عسکری برتری سے دنیا کو بلیک میل کرنے میں مصروف ہے۔ یہودی خدا کے چہیتے بیٹے بن کر امن عالم کو برباد کر رہے ہیں۔ جنگ عظیم اول اور دوم نسل پرستی کی بنیاد پر لڑی گئیں۔ امریکہ کی سفید نسل، امریکہ کی سیاہ نسل کو تسلیم نہیں کر رہی۔ مغرب کے اقتصادی اور سیاسی نظام مغرب کے سفید فاموں کے مفاداتی نظام ہیں۔

نسل پرستی کو اگر کسی نظام نے شکست دی ہے تو وہ صرف نظام احمدیت ہے۔ ایک کروڑ افراد احمدیت کا نیوکلیس (Nucleus) جو برابر پھیل رہا ہے ڈیڑھ صد کے قریب اقوام اور ان سے زیادہ شعوب و قبائل پر مشتمل ہے جن میں نسلی تفریق اس حد تک ختم ہو چکی ہے کہ اگر امیر جماعت سیاہ فام ہے تو اس کی مجلس عاملہ میں غیر سیاہ فام بھی ہیں۔ اور اگر امیر سفید فام ہے تو اس کی کابینہ میں غیر سفید فام۔ جماعت کی بین الاقوامی شوریٰ (پارلیمنٹ) اور اجتماعات و روابط بھی بین الاقوامی اخوت کے مظہر ہیں۔

نظام احمدیت کی اس کامیابی کی بنیاد تعلیم القرآن ہے۔ قرآن کی اصولی ہدایات یہ ہیں۔ انسانیت امت واحدہ ہے۔ گروہ اور قبائل صرف اس لئے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے متعارف ہو سکیں۔ جبکہ عزت و اکرام کا نسل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سب سے زیادہ معزز اور مکرم شخص وہ ہے جو متقی ہے۔ جس کے اقوال و افعال معزز اور مکرم ہیں۔

مشرق و مغرب اور شمال و جنوب

مشرق و مغرب اور جنوب و شمال کی انسانی تفریقات کے متعلق قرآنی مؤقف یہ ہے: مشرق و مغرب، مشرقین و مغربین اور مشارق و مغارب سب اللہ ہی کے لئے ہیں۔ تم جس طرف بھی مونہہ کرو گے تمہیں اللہ کا چہرہ ہی نظر آئے گا۔ مشرق و مغرب کا ہدایت سے کوئی واسطہ نہیں ہے نہ ہی ان میں کوئی وجہ تفاخر موجود ہے۔

مشرق و مغرب کی تفریق انسانی بھی نظام احمدیت نے ختم کر دی ہے۔ قرآنی الفاظ کے مطابق نظام احمدیت اس نور سے مستفاد ہے جو "لاشرقية ولا غربية" کا مصداق ہے۔ جماعت احمدیہ کی حد تک مشرق و مغرب گلے مل چکے ہیں۔ نظام احمدیت کے دائرے کی وسعت پذیری ہی اس تفریق سے نجات کی ضمانت ہے۔ اور یہی حقیقی نظام جہان نو ہے۔

مذاہب و تعلیمات متفرقہ میں اتحاد

جماعت احمدیہ دنیا کی وہ واحد جماعت ہے جو قرآن کی اصولی تعلیم کے تحت تمام اقوام عالم کے انبیاء، شہداء، صلحاء اور کتب مقدسہ کا پورا پورا احترام کرتی ہے۔ جماعت کا یہ موقف عقلی اور نقلی دونوں اعتبار سے قابل قبول ہے اور تاریخ عالم اس کی تصدیق کرتی ہے۔

قرآن کریم کا اصولی موقف یہ ہے کہ جن رسولوں کا قرآن میں ذکر نہیں ہے وہ بھی اللہ کے رسول ہیں۔ ہر امت میں انبیاء گزرے ہیں۔ سب قوموں کی طرف رسول بینات (تعلیم) کے ساتھ آتے رہے ہیں۔ ہم نے ہر امت میں رسول مبعوث کئے ہیں۔ ہم اللہ کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے۔

قرآن کریم کی اس بنیادی تعلیم کی روشنی میں جماعت احمدیہ ہندوؤں کے انبیاء حضرت کرشن علیہ السلام اور حضرت رام چندر علیہ السلام کے علاوہ حضرت کنفیوشس علیہ السلام، حضرت زرتشت علیہ السلام، عیسائیوں اور یہودیوں کے انبیاء علیہم السلام اور دیگر انبیائے کرام جو دیگر اقوام عالم کی طرف مبعوث کئے گئے سب کو سچے نبی مانتی ہے۔

سابقہ کتب مقدسہ اور تعلیمات بھی اپنی اپنی قوم، اپنے اپنے زمانے اور اپنے اپنے حالات کے مطابق سچائی کی مظہر تھیں گو بعد میں وہ انسانی تحریفات کا شکار ہو گئیں۔ اسی طرح تمام سابقہ مذاہب بھی برحق تھے گو وہ مختص القوم، مختص الزمان اور مخصوص المقاصد مذاہب تھے۔ جیسے نرسری، پرائمری اور سیکنڈری اسکول ہوتے ہیں مثلاً توریت کے نزول کے زمانہ میں یہودی مسلسل غلامی کی وجہ سے بے غیرت اور بے شرم ہو چکے تھے۔ اسی لئے توریت کی تعلیم "کان کے بدلے کان" اور "آنکھ کے بدلے آنکھ" پر مبنی ہے۔ اس تعلیم کا مقصد یہود کو بے غیرتی سے نکال کر باغیرت قوم بنانا تھا لیکن عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے یہودی ظالم اور سفاک بن چکے تھے۔ اس لئے انجیل کی تعلیم ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا گال پیش کرنے پر مشتمل ہے اور اس میں عفو و درگزر پر زور ہے۔ اس کا مقصد ظالم اور سفاک یہود کو مسکین اور رحم دل بنانا تھا۔

اس بحث کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ نظام احمدیت کے سوا کوئی اور نظام یا جماعت اس بے مثل اور پرامن تعلیم کی حامل نہیں ہے۔ کوئی اور قوم یا مذہب ایسا نہیں ہے جو تمام اقوام عالم کے مذاہب، رسولوں، کتب اور تعلیمات پر اصولی ایمان لاتا ہے اور ان سب کو برابر عزت و اکرام کا روادار ہو۔ اس لحاظ سے نظام احمدیت ہی حقیقی اور دائمی نظام جہان نو ہے۔

سائنس اور مذہب

سائنس اور مذہب کا مزعومہ تضاد بھی صرف نظام احمدیت ہی نے حل کیا ہے۔ اس بارے میں احمدیہ مؤقف یہ ہے کہ مذہبی تعلیم کی اساس اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور کائنات و مخلوقات اس کا فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول اور فعل میں تضاد ناممکن ہے لہذا سائنس اور مذہب میں مکمل ہم آہنگی ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے کہ صاحب عقل لوگ کائنات پر غور و فکر کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ خالق کائنات ہر غلطی سے پاک ہے۔ اس نے زمین اور آسمان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا اور اسے بے مقصد سمجھنے والے عقلی آگ سے کھیل رہے ہیں۔

پھر فرماتا ہے، جتنا چاہو عقل کو دوڑا کے دیکھ لو تمہیں اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کہیں کوئی تضاد اور تفاوت نظر نہیں آئے گا۔ تمہاری بصیرت اور عقل تھک جائے گی لیکن تم رحمان کی تخلیق میں رخنہ تلاش نہیں کر سکو گے۔

گویا کہ سائنس اور مذہب میں مکمل ہم آہنگی ہے کیونکہ مذہبی تعلیم کی اساس و بنیاد اسی خدا کا کلام ہے جس نے کائنات کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول و فعل میں تضاد ممکن نہیں۔ دراصل سائنس اور مذہب کا مزعومہ تضاد اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سابقہ کلام یعنی گزشتہ کتب مقدسہ انسانی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکیں۔ جبکہ قرآن انسانی دست برد سے برابر محفوظ چلا آ رہا ہے۔ اسی لئے قرآن اور سائنس میں نہ صرف تضاد نہیں ہے بلکہ قرآن کریم سائنس کی رہنمائی کرتا ہے اور آئندہ دریافت ہونے والا علم بھی صدیوں قبل منکشف کرتا چلا جاتا ہے۔

عالمی بدامنی کی ایک وجہ مذہب اور سائنس کا مزعومہ تضاد بھی ہے۔ نظام احمدیت نے اس تضاد کو حل کر کے امن عالم کی بنیاد رکھ دی ہے۔ پس نظام احمدیت ہی امن عالم کا ضامن اور مستقبل کا نظام جہان نو ہے۔

عورت اور مرد کا قصہ

دنیا کی آدھی آبادی عورتوں پر مشتمل ہے۔ عورت اور مرد کے باہمی حقوق و فرائض کی تعیین کے بغیر نسل انسانی کی فلاح کی امید رکھنا عبث ہے۔ قرآنی اور احمدیہ تعلیم نے یہ مسئلہ بھی فطری اور قدرتی انداز میں حل کر کے امن عالم کی ضمانت مہیا کر دی ہے۔

قرآن فرماتا ہے: مرد اور عورت نفس اور انسانیت کے لحاظ سے ایک ہیں۔ تمہارے اپنے ہی نفسوں سے تمہارے جوڑے پیدا کئے گئے ہیں تاکہ تم سکون قلب حاصل کر سکو۔ مرد اور عورت کے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی گئی ہے۔ ہر انسان مرد اور عورت، دونوں سے مل کر پیدا ہوتا ہے۔ عورتیں مردوں کا لباس ہیں اور مرد عورتوں کا لباس۔

مرد اور عورت کے حقوق و فرائض انسان ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں۔ لیکن ان کے دائرہ ہائے کار مختلف ہیں۔ بعض دائروں میں عورت مرد سے موزوں تر ہے اور بعض میں مرد عورت سے۔

الغرض نظام احمدیت کے سوا کوئی اور نظام، نظام جہان نو بننے کے اہل نہیں ہے کیونکہ دیگر نظام بنیادی انسانی مسائل کے حل سے غافل اور قاصر ہیں۔ مغرب کا نظام جہان نو محض ایک سراب ہے، حقیقت نہیں۔

— — — — — — — —

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

ستاروں کی تصاویر

گزشتہ پچاس سال میں فلکیات کی تحقیق میں بہت کام ہوا ہے اور اس وقت دنیا میں سینکڑوں ماہرین فلکیات تحقیقی کاموں میں مصروف ہیں اور اس پر اربوں پاؤنڈ خرچ کئے جا رہے ہیں۔ سب سے بڑا قدم آج سے چند سال قبل اٹھایا گیا جب خلا میں ایک نہایت طاقتور دوربین بھیجی گئی جسے ہبل دوربین (Hubble-Telescope) کا نام دیا گیا ہے۔ اس پر تقریباً چار ارب ڈالر خرچ ہوئے۔ ہبل دوربین سے بہت سی نئی دریافتیں ہوئی ہیں۔

اب سائنس دانوں نے ایک نہایت ہی عمدہ نیا طریقہ ڈھونڈا ہے جس سے خلا میں جاکر مشاہدہ کرنے کی ضرورت میں کمی آ جائے گی۔ آج سے کچھ برس قبل امریکہ کے سابق صدر ریگن نے - Strategic Defence Initiative کا نظریہ پیش کیا۔ چنانچہ بہت سارے سائنسدان اس منصوبے پر کام کے لئے اکٹھے کئے گئے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اگر روسی میزائل امریکی سرزمین پر حملہ کریں تو خلا میں ہی لیزر کی مدد سے آنے والے میزائلوں کو تباہ کر دیا جائے چنانچہ انتہائی طاقتور لیزر پیدا کرنے والی مشینیں ایجاد کی گئیں۔ سرد جنگ کے خاتمہ اور روسی حکومت کے زوال کے بعد بظاہر اس منصوبے کی ضرورت باقی نہ رہی تاہم سائنس دانوں نے ان لیزر شعاعوں کو ستاروں اور سیاروں کی بہت عمدہ تصاویر لینے کے لئے استعمال کرنا شروع کیا ہے۔

جب مختلف ستاروں و سیاروں سے روشنی زمین پر پہنچتی ہے تو زمین کے گرد کی فضا کی وجہ سے یہ روشنی ٹیڑھی (Aberration) ہو جاتی ہے نتیجۃً اس سے جو تصویر بنتی ہے اس میں دھندلاہٹ ہوتی ہے۔ ہیئت دان اس لئے بعض اوقات صحیح نتائج اخذ نہیں کر سکتے (تاہم ہبل دوربین سے جو تصاویر ملتی ہیں انہیں چونکہ فضا میں سے گزرنا نہیں پڑتا اس لئے وہ بہت صاف اور شفاف ہوتی ہیں)۔ سائنس دانوں نے مصنوعی طریق سے اس دھندلاہٹ کو دور کرنے کے لئے لیزر کا استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ لیزر کی شعاع زمین سے ایک معلوم اور معین چیز (Known Object) پر جو خلا میں ہے ڈالی جاتی ہے۔ جب یہ روشنی اس سے ٹکرا کر واپس آتی ہے تو اس کی تصاویر لی جاتی ہیں۔ چونکہ انہیں اصل چیز (Object) کی بالکل صحیح تصاویر پہلے سے معلوم ہوتی ہیں اس لئے آنے والی شعاعوں سے بنائی گئی تصاویر کا اصل تصویروں سے موازنہ کیا جاتا ہے۔ کمپیوٹرز کی مدد سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ فضا کی وجہ سے اصل تصویر میں کس حد تک ٹیڑھا پن (Aberration) پیدا ہوا تھا۔ اب کسی ستارے یا سیارے سے آنے والی روشنی کی طرف دوربین کا رخ کیا جاتا ہے۔ چونکہ سائنس دانوں نے پہلے سے حساب لگایا ہوتا ہے کہ فضا کی وجہ سے کتنا ٹیڑھا پن ہوگا۔ دوربین کے عدسوں کو اسی حساب سے کمپیوٹر کی مدد سے ٹھیک (Adjust) کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ استعمال کرنے سے بہت سارے سیاروں، ستاروں اور کہکشاؤں کی تصاویر لی گئیں۔ تصاویر حیران کن حد تک صاف اور شفاف تھیں۔

ہڈیوں کو کمزور کر دینے والی بیماری

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق مختلف ادوار میں فرمائی ہے۔ اس میں سے ایک اہم دور وہ ہے جب ماں کے رحم میں انسانی جسم میں ہڈیوں کی تخلیق ہوتی ہے۔ پیدائش کے بعد انسانی ہڈیاں جوانی کے ابتدائی دور یعنی بیس پچیس سال تک بڑی تیزی سے بڑھتی رہتی ہیں اور قد کاٹھ میں اضافہ ہوتا ہے۔ جوانی گزرنے کے بعد انسانی جسم تنزل کا رخ اختیار کرتا ہے یہی حال ہڈیوں کا ہے۔

بعض عورتوں میں بالخصوص یہ انحطاط نسبتاً جلدی ہو جاتا ہے۔ اور اس سے ہڈیوں کو کمزور کر دینے والی بیماری (Austro—Prosis) پیدا ہو سکتی ہے۔ اس بیماری کی وجہ سے کلائیوں اور کولہے کی ہڈیاں نمایاں طور پر متاثر ہوتی ہیں۔ لازماً اس کا اثر بڑھاپے میں اور زیادہ بڑھ کر سامنے آتا ہے اور مریض بڑی درد اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ صرف انگلستان میں ہی ہر چوتھی عورت کسی نہ کسی رنگ میں اس بیماری کا شکار ہو جاتی ہے۔ عورتوں میں اس بیماری کی شدت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عورتوں کے مخصوص ایام کے دوران بعض ہارمونز (Harmons) خارج ہوتے ہیں جو اس بیماری کے بڑھنے کا باعث ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر بالعموم ایسے مریض کو خاص قسم کے (X—ray) کرنے والی مشین کے اندر لٹا دیتے ہیں جو سارے جسم کا ایکس رے مختلف زاویوں سے لیتی ہے۔ یہ تمام معلومات اس سے منسلکہ کمپیوٹر کو مہیا کر دی جاتی ہیں جو اسی وقت پورے نظام استخوان (Skelton System) کی تصویر کمپیوٹر کی سکرین پر دکھا دیتا ہے۔ ڈاکٹر اس تصویر کی مدد سے اور دوسری متعلقہ معلومات سے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہڈیوں کو کمزور کر دینے والی اس بیماری کے کیا امکانات ہیں۔ واضح ہے کہ جتنی جلدی اس بیماری کی شناخت ہو جائے اتنی جلدی ہی اس کا علاج ممکن ہے جو بالعموم کیلشیم (Calcium) کی بنی ہوئی ادویات پر منحصر ہو جاتا ہے۔ یا اس کے لئے مختلف قسم کی ورزشیں (Physio—Therapy) کی جاتی ہیں۔ اس سے توقع کی جاتی ہے کہ ہڈیوں میں جو کمی رہ گئی ہو اسے پورا کیا جا سکے۔

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Children and Ladieswear Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمسرور چوہدری)

ذیابیطس کے مریضوں کو تشویش لاحق ہو گئی

لندن . برطانیہ کے تین لاکھ کے لگ بھگ ذیابیطس کے مریضوں میں جو انسولین (Insulin) استعمال کرتے ہیں اس بات سے تشویش پیدا ہو گئی ہے کہ مصنوعی طور پر تیار کی جانے والی انسولین کے استعمال سے اموات میں اضافہ ہو گیا ہے۔

ذیابیطس کا مرض اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسانی جسم خون میں شوگر کا لیول برقرار رکھنے کے لئے انسولین تیار نہیں کرتا۔ اس لئے مریض کو بعض دفعہ دن میں ایک سے زیادہ مرتبہ بھی انسولین کے ٹیکے استعمال کرنے پڑتے ہیں تاکہ یہ لیول برقرار رہے۔ اور خون میں شوگر کی مقدار بڑھنے نہ پائے۔

ایک زمانے میں یہ انسولین سور یا گائے سے اخذ کی جاتی تھی مگر ۱۹۸۲ء سے دنیا بھر میں مصنوعی طور پر لیبارٹری میں تیار کردہ انسولین کا رواج بڑھ گیا ہے جس کے متعلق اب شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ بعض مریضوں کو یہ موافق نہیں آتی اور اس کے استعمال کے تھوڑا عرصہ بعد ہی ان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ باور کیا جاتا ہے کہ اس مصنوعی انسولین کے استعمال سے بعض اوقات رات کے وقت خون میں شوگر کا لیول اس قدر گر جاتا ہے کہ مریض پر بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ اگر دن کے وقت ایسی حالت طاری ہو جائے تو مریض فوراً کوئی میٹھی چیز منہ میں ڈال لیتا ہے اور اس طرح خون میں شوگر کی مقدار کو خطرناک حالت تک نہیں گرنے دیتا مگر رات کے وقت اکثر مریضوں کو اس کی مہلت نہیں ملتی۔

مصنوعی انسولین تیار کرنے والی ایک کمپنی نے کہا ہے کہ اس بات میں کوئی حقیقت نہیں کہ اس انسولین سے اموات میں اضافہ ہو گیا ہے کیونکہ برطانیہ کے ۸۰ فیصد کے لگ بھگ ذیابیطس کے مریض اس مصنوعی انسولین کو استعمال کرتے ہیں۔

—○○—

زمین نے ایک اور راز اگل دیا

مصر : مصر کی مشہور وادی شاہان میں کھدائی کے دوران تین ہزار سالہ پرانے ایک شاہی مقبرہ کا پتہ چلا ہے۔ یہ مقبرہ امریکہ کے ماہرین آثار قدیمہ نے اس سال کے اوائل میں دریافت کیا تھا۔ مگر اس وقت مقبرہ کی وسعت کا اندازہ نہ لگایا جا سکا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اس میں مشہور فرعون رعمسیس دوم (Ramses II) کے ۵۰ بیٹوں کی لاشیں مصالحہ لگا کر محفوظ کی گئی ہیں۔ اس وقت تک اس زیر زمین مقبرے کے ۶۷ کمرے دریافت ہو چکے ہیں اور ماہرین آثار قدیمہ کا خیال ہے کہ اس وقت تک جتنے بھی شاہی محلات یا مقبرے دریافت ہو چکے ہیں یہ ان سب میں سے بڑا ہے۔

رعمسیس بادشاہ فراعنہ میں سے سب سے زیادہ طاقتور بادشاہ گنا جاتا ہے۔ جو حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں حکومت کرتا تھا اور جس کے وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر سے نکلنا پڑا تھا۔

اس مقبرہ کی دریافت سے پہلے رعمسیس کے صرف دو لڑکوں کی ممیاں دریافت ہوئی تھیں مگر تاریخ دان اس کے باون کے قریب بچے بتاتے ہیں۔

—○○—

بیروزگاروں کی تعداد میں اضافہ

پاکستان . پاکستان کی وزارت خزانہ سے منسلک ایک اقتصادی کمیٹی نے ایک تازہ رپورٹ پیش کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ملک کی کل آبادی ۱۲ کروڑ ۴۴ لاکھ ۵۰ ہزار ہے۔ بالغ افراد جو ملازمت کرنے کے قابل ہیں ان کی تعداد ۸ کروڑ ۱۶ لاکھ ۸۰ ہزار ہے لیکن ان میں سے ۵۸ لاکھ ۵۰ ہزار افراد بیکاری کا شکار ہیں۔ ان میں اگر بے روزگار محنت کشوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ تعداد ایک کروڑ سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔

غربت اور بے کاری کی وجہ سے ملک کا ایک طبقہ بھیک مانگنے کو بطور پیشہ اپنا لیتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں پونے چار لاکھ بھکاری ہیں جن میں ۸۵ ہزار عورتیں اور جوان لڑکیاں شامل ہیں۔

—○○—

تمام آلائشوں سے پاک، صحت مند فضا والا علاقہ

تبت . چین کی نیوز ایجنسی Xinhua کی ایک رپورٹ کے مطابق چینی سائنسدانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ کوہ ہمالیہ کے دامن میں واقع تبت کے علاقہ کی فضا دنیا میں سب سے زیادہ صاف اور ہر قسم کی آلائشوں سے پاک فضا ہے۔

ان سائنس دانوں نے یورینیم، تھوریم، ریڈیم ۲۲۶ اور پوٹاشیم ۴۰ کے حوالوں سے اس بات کا اعلان کیا ہے کہ تبت کے دارالخلافہ لاسہ کی فضا دنیا بھر میں سب سے زیادہ صاف اور صحت افزا ہے اور اس علاقہ میں ریڈیائی شعاعوں یا تیزابی بارش کی وجہ سے آلائش نہیں پائی جاتی۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ اگرچہ تبت کے مختلف حصوں میں انڈسٹریل اور توانائی پیدا کرنے والے پراجیکٹ مکمل ہو چکے ہیں تاہم اس علاقہ میں انسان کے ہاتھوں قدرتی مناظر کی تباہ کاری بہت کم ہوئی ہے۔

تبت میں دھواں خارج کرنے والی ۸۰ فیصد چمنیوں کے اوپر دھوئیں سے کاربن کے ذرات کو علیحدہ کرنے کی مشینیں نصب ہیں جو فضا کو آلودہ ہونے سے بچاتی ہیں اس کے علاوہ یہ ملک ہائیڈرو الیکٹرک، جیو تھرمل اور سولر پاور سے توانائی حاصل کرتا ہے۔ کوئلہ وغیرہ کا استعمال بہت کم ہے۔ نیز تبت کے لوگ زیادہ تر زراعت پیشہ ہیں۔

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

بقیہ ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۲۳)

اس کے گلینڈز کی خرابی ہے تو عموماً آیوڈین کی نشانی ہے کہ کوئی بچہ خوب کھائے اور بہت تیز طرار ہو دوڑنے پھرنے میں اور جسم گرمی کی طرف مائل ہو اور انرجی اس کی بن بن کے فضا میں پھیل رہی ہے اور اس کے جسم کو نہیں لگتی۔ پھرتیلا بچہ، تیز طرار، پتلا دبلا، ان میں تھائیرائیڈ ظاہر ہو یا نہ ہو بھوک خوب لگی مگر کھانے کا پتہ نہ لگے کہ کہاں گیا۔ اگر ایسے بچے کو گلہڑ ہے تو وہ بھی آئیوڈم سے ختم ہو جاتا ہے۔ آئیوڈم (Iodum) ۳۰ میں حیرت انگیز کام کرتی ہے۔

گلہڑ کی سب سے خطرناک قسم وہ ہے جس کا تپ دق سے تعلق ہے۔ اور ٹوبر کلر مادہ بعض اوقات تھائیرائیڈ گلینڈز میں بیٹھتا ہے۔ اس کو آپ تھائیرائیڈینم دیں یا ایلوپیتھک دوا دیں سپلیمنٹ کے طور پر اس کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ اصل بیماری وہیں موجود ہے۔ پس ایسی صورت میں بے سیلی نم (Bacillinum) ہومیو پیتھک میں بہت اچھا اثر دکھانے والی ہے۔ لیکن اگر کسی کا دل کمزور ہو تو اسے اونچی طاقت میں نہ دیں۔ میں بالعموم ۲۰۰ سے شروع کرتا ہوں اور پھر ہزار، دس ہزار کے اندر بے سیلی نم سوئی ہوئی سل کو یا ختم کرتی ہے یا ابھارتی ہے اور پھر وہ ابھرنے کے بعد دوسری دواؤں میں قابو آ جاتا ہے۔ مثلاً سلفر ایک ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ بے سیلی نم کے بعد اگر گلینڈ ہے تو اس کا کیا اثر ہوا ہے۔

سخت گلہڑ میں کلکیریا فلور (Calc.Fluor) بہت اچھی دوا ہے۔ لیکن اگر بے سیلی نم دینے کے بعد کلکیریا فلور دی جائے تو بہت مفید ہے۔ تو آئیوڈم دینی ہے اگر اس کی مخصوص علامتیں ہوں۔ کلکیریا فلور ۶ × میں بھی کام کرتی ہے اور اونچی طاقت میں بھی۔

ابھی حال ہی میں انگلستان میں تجربہ ہوا کہ دوائیں ٹھیک ہوتی ہیں لیکن بعض دفعہ تکلیف کم کرنے کی بجائے بڑھا دیتی ہیں یہ تکلیف کسی طرح کم نہیں ہوتی۔ یہ سمجھ نہیں آتی کہ کیوں ایسا ہوا۔ حال ہی میں ایک بچے کو شدید ایگزیما تھا۔ جو تجربہ شدہ دوائیں ہیں وہ دیں تو اس کا اتنا سخت ردعمل جلد پر ہوا کہ ساری جلد بھر گئی اور خارش سے خون نکلنے لگ جاتا تھا۔ چنانچہ اسے کئی دوائیں بدل کر دیں حتیٰ کہ مجھے پتہ لگا اسے ہاسپٹل میں جانا ضروری ہے تاکہ سارے ٹیسٹ ہوں۔ جب ٹیسٹ ہوئے تو پتہ چلا کہ وہ انتہائی انیمک (خون کی کمی کا مریض) بچہ تھا اور اتنا Low بلڈ تھا اس کا کہ اس میں مقابلے کی طاقت ہی نہیں تھی۔ اس وقت مجھے کینٹ کی وارننگ یاد آ گئی کہ انسان کی جو اکانومی ہے (یعنی دفاعی طاقتیں ساری) اس کی حد کے اندر آرڈر دیا کرو اس سے اونچا نہ دیا کرو۔ اگر اونچا آرڈر دے دیا تو یہ ممولے کو شہباز سے لڑانے کی بات ہے۔ اور شاعری میں تو ممولہ بچ جاتا ہے اور شہباز مارا جاتا ہے مگر علاج میں ہمیشہ ممولہ مارا جاتا ہے شہباز نہیں۔

اس کے نتیجے میں ایک اور مریض آیا اس کو میں نے معمولی ۶ × کی دوائیں دیں وہ حیرت انگیز طریق پر ٹھیک ہو گیا تو پوٹینسی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ یہ علم تجربے سے ہاتھ آئے گا۔

حضور نے فرمایا احمدی معالجوں کو چاہئے کہ ایسی باتوں کو ریکارڈ کریں اور پھر جب یقین ہو جائے کہ یہی بات ہے تو ہمیں لکھیں اس سے پھر ہم جماعت کی طرف سے ایسا میٹیریا میڈیکا یا راہنما کتاب تیار کر سکتے ہیں جس کی دنیا کو بہت ضرورت ہے۔

ایک خاتون نے سوال کیا کہ اگر نکس وامیکا اتنی نیند آور دوا ہے تو کیا اسے دن میں کھایا جا سکتا ہے کہ کوئی دن میں کھائے اور سو جائے۔ حضور نے فرمایا یہ ایسی دوائی نہیں ہے۔ یہ اعصاب کو سکون بخشتی ہے۔ دن کو آپ اپنے روزمرہ کے کاموں میں مشغول ہوں تو کچھ نہیں ہو گا۔ کیونکہ یہ نیند لانے والی کیفیت نہیں لاتی۔ اچانک نیند میں گرتا ہے چلنے پھرنے سے نہیں ہوتا۔ سونے کے لئے لیٹیں گی تو آپ اس وقت اچانک سو جائیں گی۔

ناک بند ہونے کی دوا کے ذکر میں فرمایا نکس وامیکا اس وقت کام کرتی ہے جب Sinus کی تکلیف ہو۔ لیکن اگر گلینڈز پیچھے سے بڑھے ہوئے ہوں ان کا نسخہ چاہئے اور اگر ہڈی ٹیڑھی ہو تو اس کی وجہ سے بھی ناک بند ہو جاتا ہے اس کا علاج اپریشن ہے۔

گلینڈز پھولنے میں کلکیریا فلور اچھی دوا ہے اور میں سلیشیا (Silicea) کے ساتھ دیتا ہوں۔ سلیشیا میں بھی یہ مادہ پایا جاتا ہے کہ بلاوجہ سوجے ہوئے گلینڈز کو ٹھیک کرتی ہے۔ اگر انفیکشن ہے تو سلیشیا کام کرتی ہے۔ بعض دفعہ انفیکشن سے تعلق نہیں ہوتا بعض جسموں میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ گلینڈز پھول جاتے ہیں، سخت ہو جاتے ہیں ان میں کلکیریا فلور بہترین ہے ۶ × میں۔ اور اگر ساتھ انفیکشن کا خیال ہے اور عموماً ساتھ اکٹھی ہوتی ہے تو سلیشیا دی جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا پہلے نکس وامیکا دیں۔ اگر کام نہ کرے تو پھر Adenoid کے بارے میں سوچا جائے ورنہ اس کے بغیر نہیں۔ اگر کندھوں میں درد ہو تو جیلسیمیم Gelsimium بہت اچھی دوا ہے۔

آنکھ کی دوائیں

ایک دوست نے آنکھ کے کیٹریکٹ کے لئے دوا پوچھی۔ حضور نے فرمایا آنکھ میں کیٹریکٹ ہو تو زنکم سلف ۲۰۰ (Zincum Sulf) چند دن روزانہ ایک دفعہ پھر ہفتے میں ایک دفعہ اور کلکیریا فلور اور کالی فاس ۶ × یہ عام سادہ کیٹریکٹ میں بہت مؤثر ہے۔ اگر کیٹریکٹ کچا ہو تو سناریریا مارٹیما ایک دوا ہے جس سے انہوں نے کمرشل آئی ڈراپس بنائے ہیں۔ سناریریا کے آئی ڈراپس کے نام سے معروف ہے۔ ایک ڈراپ روزانہ دن میں تین دفعہ ڈالیں لیکن کیٹریکٹ پک چکا ہو تو سناریریا بہت مصیبت ڈال دیتی ہے۔

آنکھ کی تکلیف کے ضمن میں ایک اور دوا ہے زنکم میٹ (Zincum Met.) اس کا بہت گہرا تعلق ناخونہ (ٹریجیئم) سے ہے۔ آنکھ کے ڈھیلے پر ایک جڑ سی لگ جاتی ہے۔ سرخ خونی سانچہ بنتا جاتا ہے جو آنکھ پر پھیلتا جاتا ہے۔ آپریشن کرنا پڑتا ہے۔ ہومیو پیتھی میں زنکم میٹ (Zincum Met) اکیلا غیر معمولی اثر دکھاتا ہے۔ بہت مریضوں میں کسی اور دوا کی ضرورت نہیں پڑی۔ ایک دو ماہ میں ٹریجیئم صاف ہو گیا۔ تو آنکھ کی بیماریوں میں ان دواؤں کو خاص یاد رکھیں۔ حضور نے بتایا کہ جیلسیمیم (Gelsemum) کالے موتیا کے لئے بہت اچھی ہے۔

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
9th June 1995 - 22nd June 1995

FRIDAY 9TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Japan Update
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No.28 part 2
1.00	News
1.30	Friday Sermon LIVE
2.40	Nazam
2.45	Mulaqat with Urdu speaking friends.
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 10TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile:
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 29 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor 10-6-95
3.00	Nazam
3.05	MTA variety: German programme "Quiz programme" part 1
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SUNDAY 11TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada speaks: "Food for thought" 2nd part
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 29 part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	"Mulaqat" with English delegates
3.00	Nazam
3.05	MTA variety :Letter from London by Ameer sahib UK
3.30	MTA variety :German programme: "Introduction to Ahmadiyyat" part 9
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

MONDAY 12TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Eurofile: Profile "The farmer"
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 30 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	"Natural Cure" Homeopathy Lesson No.86
3.00	Nazam
3.05	MTA variety: German programme - An interview with 2 Bosnian army officers.
3.30	"Dilbar mera yehi hai" Ch. Hadi Ali sb.
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 13TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters: "Health care of Mother and Child" part 5
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 30 part 2
1.00	News
1.30	Around the globe: " An interview with members of Bosnians convoy (Repeat).
2.00	"Natural Cure" Homeopathy Lesson No.87
3.00	Nazam
3.05	Cooking Lesson ALMAIDAH
3.30	MTA variety : Correct pronunciation of Durres-Sameen part 9
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 14TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada speaks: "Meet our friends" part 2
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 31 part 1
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	"Quran Class" Tarjamatul Quran Class No. 60
3.00	Nazam
3.05	MTA Variety: An interview with Maulana Mohammad Siddique Gurdaspuri sb. and his wife. Host Fuzail Ayaz Ahmad.
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 15TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Medical Matters: "First aid" with Dr.Mujeeb ul Haq
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 31 Part 2
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	"Quran Class" Tarjamat tul Quran Class No.61
3.00	Nazam
3.05	MTA variety :"Quiz programme" Khuddam of Pakistan
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

FRIDAY 16TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Japan Update
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No.32 part 1
1.00	News
1.20	Nazam
1.30	Friday Sermon LIVE
2.40	Nazam
2.45	Mulaqat with Urdu speaking friends.
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SATURDAY 17TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith with English Translation
12.00	Eurofile :
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 32 part 2
1.00	News
1.20	Nazam
1.30	Around the Globe: "High speed jet Ventilation" Documentary
2.00	Children's Corner: Mulaqat with Huzoor 17-6-95
3.00	Nazam
3.05	MTA variety: German programme "Quiz programme" part 2
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

SUNDAY 18TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith with English Translation
12.00	Canada speaks: "Food for thought" 3rd part
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 33 part 1
1.00	News
1.20	Nazam
1.30	Around the Globe:"Chinese Circus" Documentary
2.00	"Mulaqat" with English delegates
3.00	Nazam
3.05	MTA variety :Letter from London by Ameer sahib UK
3.30	MTA variety :German programme: "Introduction to Ahmadiyyat" part 10
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

MONDAY 19TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Eurofile: Profile "The farmer"
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 33 part 2
1.00	News
1.20	Nazam
1.30	Around the Globe: "Supermarket Buyer" Documentary
2.00	"Natural Cure" Homeopathy Lesson No.88
3.00	Nazam
3.05	MTA variety: German programme
3.30	"Dilbar mera yehi hai" Ch. Hadi Ali sb.
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

TUESDAY 20TH JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters:"Health care of Mother and Child" part 6
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 34 part 1
1.00	News
1.20	Nazam
1.30	Around the globe:
2.00	"Natural Cure" Homeopathy Lesson No.89
3.00	Nazam
3.05	Cooking Lesson ALMAIDAH
3.30	MTA variety : Correct pronunciation of Durres-Sameen part 10
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 21ST JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Canada speaks: "Meet our friends" part 3
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 34 part 2
1.00	News
1.20	Nazam
1.30	Around the Globe: "The Forester"
2.00	"Quran Class" Tarjamatul Quran class No.62
3.00	Nazam
3.05	MTA Variety: An interview with Mr. Waheed Ullah Javeed - Host Qamar Dawood Khokhar
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

THURSDAY 22ND JUNE

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Medical Matters: with Dr.Mujeeb ul Haq
12.25	Announcements
12.30	Learning Languages with Huzoor Lesson No. 35 Part 1
1.00	News
1.20	Nazam
1.30	Around the Globe:"The Dentist" Documentary
2.00	"Quran Class" Tarjamat tul Quran class No.63
3.00	Nazam
3.05	MTA variety :"Eid Milan Party" from Rabwah
3.45	Qaseedah
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without prior notice.
We welcome our viewers' comments and suggestions about the quality of the translations of the programme "Learning Languages with Huzoor"

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, June 9, 1995 No. 23

بقیہ مختصرات

(یہ ساری مجلس اردو زبان میں تھی)۔ سوالات یہ تھے:۔

☆ حضرت عیسیٰؑ کی تمام پیش گوئیاں تو پوری ہو چکی ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ اگر ہوئی ہیں تو وہ کون سی ہیں؟

☆ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئیاں آپؑ کے وقت سے لے کر آج تک مسلسل پوری ہو رہی ہیں اور کیا آئندہ زمانہ میں بھی پوری ہوتی رہیں گی؟

☆ کیا احمدیوں کا کلمہ مسلمانوں کے کلمہ سے مختلف ہے؟

☆ کیا حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جماعت میں داخل ہونے کے لئے خلفاء کی بیعت کرنا ضروری ہے؟

☆ پاکستان میں احمدیوں کو کن وجوہات کی بناء پر غیر مسلم قرار دیا گیا ہے؟

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے محدث، مجدد، امام الوقت، مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ احادیث میں مذکور علامات کی رو سے اس دعویٰ کی تصدیق کیسے ہوتی ہے؟

☆ دجال اور دجال کے گدھے کے بارہ میں تفصیلی ذکر۔

☆ معراج کے بارہ میں ایک روایت کا ذکر اور اس پر تبصرہ۔

☆ جماعت احمدیہ کا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے؟

☆ تمام مسلمان فرقے احمدیوں کے خلاف متحد کیوں ہیں؟

☆ سعودی حکومت نے احمدیوں پر حج کرنے پر پابندی کیوں لگائی ہے؟

بدھ، ۲۴ مئی ۱۹۹۵ء:

آج کے ملاقات پروگرام میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک مجلس سوال و جواب پیش کی گئی جو سپین میں ۱۴ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوئی تھی۔

جمعرات، ۲۵ مئی ۱۹۹۵ء:

آج کے ملاقات پروگرام میں سپین میں ہونے والی حضور انور کی مجلس سوال و جواب نشر کی گئی جو وہاں ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوئی تھی۔

جمعۃ المبارک، ۲۶ مئی ۱۹۹۵ء:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ آج کل یورپ کے دورہ پر ہیں اس لئے حضور انور کے ارشاد کے مطابق خاکسار نے "ملاقات" پروگرام کے وقت پر ایک اور پروگرام "گلدستہ" کی تیسری قسط پیش کی۔ یہ پروگرام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت سے متعلق متفرق ایمان افروز واقعات پر مشتمل تھا۔

(ع۔ م۔ ر)

شذرات

(م۔ ا۔ ح)

سیاست میں سیاسی قلابازیاں اور کہہ مکرنیاں اس کھیل کا ایک حصہ ہیں لیکن جب یہ مذہبی رہنما کہلانے والوں سے صادر ہوں تو فتویٰ، عدم فتویٰ اور کالعدم فتوے کا روپ دھار لیتی ہیں۔ ایسے علماء کی بدلتی ہوئی رائے بے چارے عوام کو ایک مخمصے میں ڈال دیتی ہے کہ ان کے پہلے فتوے پر عمل کریں یا جدید ترین پر کیونکہ ان کی مزعومہ مذہبی شخصیت کے باعث ان کی آراء کی پیروی یا مخالفت ایک دینی فریضہ بن جاتی ہیں اور غلط راستے کے انتخاب سے اس دنیا میں شرمندگی کے علاوہ آدمی عنداللہ بھی مجرم بن جاتا ہے۔ بات کو آگے بڑھانے سے قبل ہم آپ کی خدمت میں یہ خبر پیش کرتے ہیں:

"عورت کی سربراہی برے مرد سے بہتر ہے۔ مولانا فضل الرحمان"۔

"جمیعت علمائے اسلام (ف) کے مرکزی امیر مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے کہ اسلام میں عورت کے سربراہ ہونے میں ممانعت نہیں ہے اور برے آدمی کی نسبت عورت کی سربراہی کہیں بہتر ہے"۔

(روزنامہ پاکستان لاہور، ۳۱ مارچ ۱۹۹۵ء)

اسلامی مملکت میں کسی عورت کی حکمرانی یا سپہ سالاری کا مسئلہ اس زمانے کی پیداوار نہیں ہے بلکہ خلافت راشدہ کے دور میں ہی متنازع ہو گیا تھا اور جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے خروج پر صحابہ کرامؓ کے دو مخالف گروہ بن گئے تھے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے دوران چاند بی بی اور رضیہ سلطانہ کے برسراقتدار آنے پر بھی یہی جھگڑا اٹھا تھا اور اس وقت کے علماء اور فقیہوں نے ان کے حق میں اور ان کے خلاف قرآن و حدیث سے دلائل دئے تھے۔ لیکن ماضی قریب میں قیام پاکستان کے بعد اس پر اس وقت لے دے ہوئی تھی جب مرحوم ایوب خان کے مخالفین نے محترمہ فاطمہ جناح کو پاکستان کی صدارت کے لئے نامزد کیا اور موصوفہ کے حق میں رائے عامہ کا وزن بڑھانے کے لئے علماء کے فتووں کا بوجھ ان کے پلڑے میں ڈالا۔ اس مرحلہ پر بزعم خود ملک بلکہ اسلامی دنیا کے "سب سے بڑے فقیہہ" بنام مولانا مودودی نے جو سیاسی پلٹا کھایا تھا اس پر آج کے مؤرخ حیرت کے بجائے خندہ کرتا ہے۔ یہ مودودی اس سے قبل اپنی تحریروں میں عورت کی سربراہی کے خلاف فتویٰ دے چکا تھا (ترجمان القرآن ستمبر ۱۹۵۲ء) لیکن اپنے سیاسی مفاد کے امکان کے پیش نظر اور ایوب خان سے بغض کی بناء پر اس نے مرحومہ فاطمہ جناح کی حمایت کا اعلان کر دیا اور اپنی جماعت اور جملہ وسائل کو ان کی انتخابی مہم میں جھونک دیا تھا۔ اپنے ایک سابق ساتھی کوثر نیازی کے چیلنج کے جواب میں مودودی نے بھی اس وقت یہی دلیل دی تھی کہ بعض عورتیں بعض مردوں سے بہتر ہوتی ہیں۔ اور بعض مواقع پر نظریہ ضرورت کے تحت اصولوں سے انحراف کیا جا سکتا ہے (اصل الفاظ یہ تھے کہ حرام دو قسم کا ہوتا ہے، ایک وقتی اور عارضی، دوسرا مستقل اور دائمی۔ (قرارداد مجلس شوریٰ جماعت اسلامی ۱۹۶۴ء)۔

عجیب بات یہ ہے کہ ان مولانا فضل الرحمان کے والد مفتی محمود نے اس موقعہ پر فاطمہ جناح کی مخالفت میں اسی نص کے تحت فتویٰ دیا تھا کہ کوئی عورت مسلمانوں کی سربراہ نہیں ہو سکتی اور خود یہ برخوردار فضل الرحمان ۱۹۸۸ء میں بے نظیر بھٹو کے پہلی مرتبہ وزیر اعظم بننے پر ان کے مخالف کیمپ میں تھے اور "عورت سربراہ نہیں ہو سکتی" کی راگنی الاپ رہے تھے۔ آج بھی ان کی حکمت عملی دوغلہ پن کا شاہکار ہے۔ ان کی سیاسی جماعت کا ایک حصہ حکومت کے ساتھ شامل ہو کر، حج، عمرے، امریکہ یاترا، سرکاری بنگلے، کاروں اور مشاہروں سے لطف اندوز ہو رہا ہے تو انہی کے ہم خیال لوگوں کا دوسرا گروہ حکومت اور وزیر اعظم کی مخالفت میں ناطق اور مشغول ہے تاکہ کل کو جب دوسری حکومت آئے تو یہ اس پراپیگنڈے کے حوالے سے مفادات حاصل کر سکیں۔ ان لوگوں کا کردار اس قدر پست ہے کہ اس کی گہرائی نمایاں کرنے کے لئے بات خواہ مخواہ طویل ہو رہی ہے۔ ان کے تضادات کی عملی مثال ملاحظہ فرمایئے۔ فضل الرحمان نے تو جو کہا سو اوپر لکھا گیا ہے۔ اسی جمیعت الاسلام کے دوسرے مہرے اور فضل الرحمان کے نمبر دو اور پاکستان سینیٹ کے ممبر مولوی سمیع الحق (میڈم طاہرہ کی داستان کے کردار) نے نومبر ۱۹۹۳ء میں قومی اسمبلی کی عمارت میں آگ لگنے کے سانحہ پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان دیا تھا:

"خدا نے لفنگوں کے بیٹھنے کی جگہ
جلا کر راکھ کر دی۔

پارلیمنٹ کی عمارت اللہ تعالیٰ نے جلائی ہے کیونکہ ہر حکومت قرآن و سنت کے مطابق وعدے کر کے مکر جاتی ہے"۔

اور اس اجمال کی تفصیل دوسرے سینیٹر نے یوں مہیا کی:

"پارلیمنٹ ہاؤس کی عمارت میں آتشزدگی قہر خداوندی ہے اور ایک عورت کو مسلمان ریاست کی سربراہی دینے پر اللہ نے اپنی ناراضگی کا واضح اظہار کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے انتخابی مہم کے دوران بھی لوگوں پر واضح کیا تھا کہ وہ عورت کی حکمرانی کو تسلیم کر کے خدا کے قہر کو آواز نہ دیں لیکن لوگوں نے ایک نہ سنی"۔

(مولانا عبدالستار نیازی، روزنامہ جنگ لندن ۱۴ نومبر ۱۹۹۳ء)

ان مولانا کو تو ویسے بھی عورت ذات سے نفرت ہے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ فضل الرحمان کے ایک ہم مسلک و ہم عقیدہ (یعنی کٹر دیوبندی) یوسف لدھیانوی نے روزنامہ جنگ لندن کے ۶ نومبر ۱۹۹۳ء کے شمارہ میں "کیا عورت حکمران ہو سکتی ہے" کے عنوان سے ایک طویل مقالہ چھپوایا جس میں قرآن و حدیث کی تاویلوں، آئمہ اربعہ اور سلف صالحین کے حوالوں سے بزعم خویش یہ ثابت کیا کہ عورت کیسی ہی باصلاحیت ہو، کسی اسلامی ملک یا معاشرے کی سربراہ نہیں ہو سکتی۔ [اب فضل الرحمان یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ میں تو جمیعت العلماء (ف) گروپ کا ہوں اور سمیع الحق کسی (ط) یا (ل) گروپ کا ہے]۔

دراصل ہوا یہ تھا کہ انہی دنوں ایک اور سینیٹر کوثر نیازی نے اپنی وفاداری، اطاعت شعاری، اور وظیفہ خواری کا حق ادا کرنے کے لئے عورت کی حکمرانی کے حق میں اپنے ایک پرانے کتابچے (بسلسلہ حمایت فاطمہ جناح) کا خلاصہ ایک مضمون کی صورت میں اخبارات میں شائع کرایا تھا۔ (روزنامہ جنگ لندن، ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۳ء) جس پر سارے ملکی پریس میں ایک مکالمہ (اخباری کالم نویسی) برپا ہو گیا۔ خوب ہنگامہ ہوا۔ ہر کس و ناکس نے حق میں اور مخالف دلائل دئے۔ کوثر نیازی کو خوب خوب کوسا گیا حتیٰ کہ زچ ہو کر اس نے پھر ایک مضمون لکھا جس میں شکایت کی کہ:

"میں نے کس بھڑوں کے چھتے کو چھیڑ دیا ہے کہ یار لوگ قلم کے نیزے سنبھال کر اس خطاکار کو گھونپتے ہی چلے جا رہے ہیں"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۱۶ دسمبر ۱۹۹۳ء)

اور اخبارات کے نومبر ۱۹۹۳ء کے شمارے گواہ ہیں کہ ان چھرے گھونپنے والوں میں اسی فضل الرحمان کے دیوبندی ہمراہی سب سے آگے تھے۔ آج اگر اسے "برے آدمی" کے مقابلے میں ایک عورت کی سربراہی "کہیں بہتر" دکھائی دیتی ہے تو قارئین حیران نہ ہوں کل کو اس برے آدمی کے اقتدار میں آنے کے بعد اسے اپنے ابا کا وہ فتویٰ یاد آ جائے گا جو اس نے عورت کی سربراہی کے خلاف دیا تھا۔ ہم اگر انہیں مرغ باد نما کہتے ہیں تو کچھ غلط تو نہیں کہتے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad